

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تیسرا ریکوڈ یشنڈ اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ یک 04 اکتوبر 2018ء بروز جمعرات بر طابق 23 محرم الحرام 1440 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	توجه دلاؤ نوں۔	2
06	رخصت کی درخواستیں۔	3
09	قرارداد نمبر 3 میجانب: جناب ثناء اللہ بلوچ، رکن اسمبلی۔	4
43	قرارداد نمبر 6 میجانب: محترمہ بشری رند، رکن اسمبلی۔	5
58	با ضابطہ شدہ تحریک اتو انبر 2 پر بحیثیت مجموعی عام بحث۔	6

## ابوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

## ابوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہواني



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا جلاس

مورخہ 04 اکتوبر 2018ء، پروز جمعرات بہ طابق 23 محرم الحرام 1440 ہجری، بوقت شام 4:45 بجرا 40 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی اسپیکر، سردار بابر خان موسیٰ خیل، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

قُلْ أَغَيْرُ اللَّهِ أَبْغِيْ رَبًا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ط وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ط وَلَا تَنْزُرُ

وَإِذْرَةً وَزِرَّ أُخْرَى ط ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيَبْيَسُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۖ

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلِيفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَتَ لَيْلَوْكُمْ فِي مَا

الْحَصَفِ ط انَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ ط وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ط

﴿ پارہ نمبر ۸ سورہ الانعام آیات نمبر ۱۲۵ تا ۱۲۷ ﴾

**ترجمہ:** بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - تو کہہ کیا اب میں اللہ کے سوا تلاش کروں کوئی رب اور وہی ہے رب ہر چیز کا۔ اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اُس کے ذمہ پر ہے اور بوجھ نہ اٹھائے گا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب کے پاس ہی ثم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ سو وہ جتنا ہے گا جس بات میں ثم جھگڑتے تھے۔ اور اُسی نے ثم کو نائب کیا ہے ز میں میں اور بلند کر دیئے ثم میں درجے ایک کے ایک پر۔ تاکہ آزمائے ثم کو اپنے دیئے ہوئے حکموں میں تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہی بخششے والا مہربان ہے۔ وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نَصْرُ اللّٰہِ زیرے صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

**جناب نصراللّٰہ خان زیرے:**

کیا وزیر ملازمت ہائے عمومی نظم و نت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے، کہ

جز (الف) کے کیا یہ درست ہے کہ صوبائی پرموشن اور سلیکشن بورڈ کا آخری اجلاس چیف سیکرٹری بلوجستان کی زیر صدارت مورخہ 29 مئی 2018ء کو منعقد ہوا تھا۔ جس کے minutes تقریباً تین ماہ کی تاریخ سے 3 اگست 2018ء کو جاری ہوئے۔ اور اب تقریباً چار ماہ گزرنے کے بعد تاحال صوبائی پرموشن اور سلیکشن بورڈ کا کوئی اجلاس منعقد نہیں ہوا ہے جس کی بنا مختلف محکموں کے افسران کی ترقیاں رکی ہوتی ہیں اور اکثر افسران ترقی کے انتظار میں ریٹائرڈ بھی ہو جاتے ہیں۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس بارے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکریہ زیرے صاحب! اس کا جواب ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آچکا ہے۔

**جناب نصراللّٰہ خان زیرے:**

جناب اسپیکر! یقیناً ڈیپارٹمنٹ نے تو جواب دیا ہے۔ میں عرض یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ چونکہ ہماری اپنی صوبائی حکومت کی جو سول سروں ہے اس میں مختلف ڈیپارٹمنٹ، سیکرٹریٹ گروپ کا ہے۔ سیکرٹریٹ سے باہر کے جو گروپس ہیں اور پولیس گروپ کے بہت سے افسران ہیں۔ تو ان کا عموماً یہ ہوتا رہا ہے کہ ان کے سلیکشن بورڈ نہیں ہوتے ہیں آپ خود سوچ لیں کہ ایک سلیکشن بورڈ 29 مئی کو ہوا اس کے minutes کتنے ماہ بعد جاری ہوئے پھر ابھی تک کوئی سلیکشن بورڈ نہیں ہوا ہے۔ میری یہ استدعا ہے حکومت کی جانب سے منسٹر صاحبان میں سے کوئی ہمیں یہ جواب دیدے کہ آنے والا اجلاس کب ہوگا اور جو ہمارے افسران ہیں ان کی ترقیاں رکی ہوئی ہیں ان کا کیا ہوگا اس حوالے سے میں دوبارہ، منسٹر فناں اور منسٹر ہوم بھی تشریف فرمائیں اگر یہ ہاؤس کو یقین دہانی کرائیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

جی آغا صاحب۔ آغا صاحب! توجہ دلاؤ نوٹس میں صرف جو سوال کرے صرف وہ کر سکتے ہیں۔

صرف محک کر سکتے ہیں۔ جی آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

یہ درست نہیں کہ صرف وہی کر سکتا ہے پورا ہاؤس کر سکتا ہے یہ پورے ہاؤس کی پر اپنی بنگی ہے اب اس میں پورے ہاؤس کے نمبر ان پوچھ چکھ کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

ویسے کرنہیں سکتے ہیں آپ مہربانی کر کے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

نہیں کر سکتے ہیں جناب! میں نے دس سال سینٹ کوچلا یا ہے اور رونز میں سپیمنٹری کی اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آغا صاحب! وہ توجہ دلائے نوٹس میں نہیں ہوتا ہے۔ جی جی بات کریں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

لیکن یہ ایک سوال کی طرح ہے۔ پھر بھی میری گزارش یہ ہے کہ معاملے کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے یہاں ہمارے افران کافی عرصے تک پر موشن کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ اور سلیکشن بورڈ کا اجلاس بھی اپنے وقت پر نہیں ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ سلیکشن بورڈ ہوا ہے اور بہانہ یہ بنایا گیا ہے کہ وہ چیف سینکڑی صاحب ٹرانسفر ہو گئے ہیں۔ اگر ایک آفس سے ایک افسر ٹرانسفر ہوتا ہے تو آفس تو خالی نہیں ہوتا کوئی انچارج ہوتا ہے لیکن فائل تو نہیں رکنی چاہیے۔ دوسری بات انہوں نے یہ کی کہ اب نئے چیف سینکڑی صاحب آئے ہیں اور وہ پھر اس کو دیکھیں گے دوبارہ سلیکشن بورڈ کی مینگ بلائی جائیگی۔ جب ایک دفعہ سلیکشن بورڈ کی مینگ ہو گئی ہے فکس ہو گئے ان کے معاملات طے ہو گئے۔ پہلے تو ان چیف سینکڑی صاحب کا فرض تھا کہ جانے سے پہلے اس کو sign کرتے اور اگر نہیں کیا ہے تو پھر اب یہ چیف سینکڑی کو آئے ہوئے کافی عرصہ گزرا گیا ہے میرے خیال میں ان کو یہ کام جلدی نہ نہانا چاہیے۔ یہی ایک وجہ بھی ہے کہ ہماری بیورو کریسی دل جمعی سے کام نہیں کرتی ہے۔ ان کو انصاف نہیں ملتا ہے ان کے تمام پر پر موشن نہیں ہوتی ہے اور لٹکایا جاتا ہے اس میں بھی ایک یہ plea بھی لی گئی کہ جی ان کے پر موشن affect نہیں ہوگی اور ان کے پر موشن اس ڈیٹ سے ہوگی جس ڈیٹ سے سلیکشن بورڈ decide کر لیگا۔ لیکن اس دوران جس مرحلے سے وہ گزرتے ہیں کہ پر موشن ہو رہی ہے نہیں ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب اس ہاؤس کی تسلی کرائیں اور وقت بتائیں کہ کب اور

کتنے دن تک یہ minutes مختطف ہونگے اور افسروں کو اپنا حق ملے گا۔ بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

جی منشیر صاحب۔

میر محمد عارف محمد حسni (وزیر یحکمہ خزانہ):

صوبائی سملکیشن بورڈ کی مینگ تقریباً چار مہینے سے نہیں ہوئی ہے۔ افسر زہارے کافی پریشان ہیں انشاء اللہ چیف سیکرٹری سے بات کر کے جلد ہی انشاء اللہ سملکیشن بورڈ کی مینگ کروادی جائیگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکر یہ۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی:

میر نصیب اللہ مری صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

سردار سرفراز چاکر ڈوکی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف بھی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

میر عبدالرؤف رند صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

انجینئر زمرک خان اچنری صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

ملک نعیم بازی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

میرضیاء اللہ لانگو صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

نوابزادہ گہرام بگٹی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

سردار یار محمد ند صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

سردار مسعود علی خان صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

میر نعمت اللہ زہری صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

ملک سکندر صاحب ایڈوکیٹ نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

میر سکندر عمرانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:**

محترمہ ماہ جینین شیران صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی:

ڈاکٹر ربابہ خان صاحبہ نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی:

محترمہ یعنی ترین صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ! آپ اپنی قرارداد نمبر 3 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 3

جناب ثناء اللہ بلوچ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ جو قرارداد ہے، آج تو ویسے میں یہ سوچ رہا تھا شاید سیندک کے متعلق اہم موضوع ہے۔ اور سیندک بلوچستان کا ایک قومی سرمایہ ہے۔ میں قرارداد اس سلسلے میں سب سے پہلے پڑھوں گا۔

ہرگاہ کہ اٹھا رہو ہیں آئینی ترمیم کے بعد سیندک گولڈ اینڈ کاپ پرو جیکٹ کا مکمل کنٹرول، انتظام و اصرام، تو شیق و دیگر امور و فاقی حکومت کے پاس ہیں۔ جس کی وجہ سے صوبے کے عوام میں احساس محرومی اور بے چینی کا پایا جانا ایک فطری عمل ہے۔ لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ سیندک گولڈ اینڈ کاپ پرو جیکٹ کا مکمل کنٹرول انتظام، انصرام و تو شیق اور دیگر معاملات صوبے کے حوالے کرنے کو یقینی بنائے تاکہ صوبے کے عوام میں پائی جانے والی احساس محرومی و بے چینی کا خاتمه ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

جی وضاحت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! اس قرارداد کا مقصد یہ تھا کہ سیندک ہمارا قومی سرمایہ ہے، قومی خزانہ

ہے۔ آپ کو علم ہو گا کہ بلوچستان میں کوئی 48 سے زیادہ دنیا کی بہترین معدنیات لیعنی منزرا اور نیچرل ریسورسز پائے جاتے ہیں۔ بالخصوص سیندک اور ریکوڈک، یہ دو بڑے کاپرائینڈ گولڈ کے ہمارے پاس deposits ہیں، جن کا شمار دنیا کے پہلے اور تیسرے لیعنی کاپرائینڈ گولڈ کے حوالے سے ریکوڈک دنیا میں پہلے نمبر پر جبکہ سیندک وہ تیسرے نمبر پر دنیا کے سب سے بڑی deposits ہیں۔ جب 1971ء میں یا 1974ء میں جب 1960 کی دہائی میں جیالوجیکل سروے والوں نے اس سے پہلے، کچھ ہمارے جو برٹش یہاں ایک colonial powers تھے انہوں نے اسکے بارے میں کچھ معلومات گزینیں ریز میں فراہم کیں۔ پھر اسکے بعد اسکے بارے میں باقاعدہ معلومات 1960ء کی دہائی میں جیالوجیکل سروے آف پاکستان والوں نے کیں۔ کیونکہ اس وقت بھی 1974ء میں بلوچستان انہائی تکلیف وہ مراحل سے گزر رہا تھا۔ جناب اسپیکر! 1974ء میں جب سیندک کے بارے میں کیونکہ اس وقت پاکستان میں ایک بہت بڑی مرکزیت قائم تھی۔ 1974ء میں صوبائی خود اختاری یا وفاقی جو کنٹرول تھا صوبوں کے معاملات پر وہ بہت زیادہ تھا جس میں ہماری معدنیات بھی شامل تھیں، گیس بھی شامل تھی۔ 1974ء میں کیا ہوا جائے یہ کہ بلوچستان میں کیونکہ ایک representative گورنمنٹ تھی، ہی نہیں۔ جناب اسپیکر! آپ کی تھوڑی سی order in the House.

جناب ڈپٹی اسپیکر:

جی جی، آپ بات کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

تو 1974ء میں بلوچستان میں ایک منتخب حکومت نہیں تھی اور بلوچستان میں وفاقی حکومت کی پالیسیوں کے خلاف ایک بہت بڑی بغاوت جاری تھی اور بلوچستان کی ساری ملکیت قیادت وہ جیلوں میں، زندانوں میں پڑی ہوئی تھیں قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا۔ تو اسی دوران جناب والا! ایک ریسورس ڈولپمنٹ کار پوریشن جس کا ہیڈ کوارٹر کراچی میں تھا، بنایا گیا۔ یہ 1974ء کا ہے۔ پی پی ایل میں ایک لیٹر نکالا گیا، جناب والا! شاید بہت کم لوگوں کے پاس بلکہ ڈیپارٹمنٹ کے پاس بھی اس کی کاپی نہیں ہو گی، میرے پاس اس کی یہ کاپی پڑی ہے۔ اور یہ اس وقت جب الٹ ہوا تھا تو میں ذرا پڑھ کے بتاؤں گا۔ میں نے اسی لئے اس کا لیٹر نمبر بھی پڑھا ہے، ما نز اینڈ منزرا والے اگر سن رہے ہوں وہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں I don't know مصیبت یہی ہے، مجھے بہت کم بلوچستان کی خیر پیور و کری آفیشلز سے واقفیت ہے۔ لیکن جب کسی بھی topic پر بات ہو رہی ہو، قرارداد ہو، اس ملکے کے لوگوں کا بہت کم موجود ہونا پایا جاتا ہے۔ اور بلکہ آپ کو حیرانگی ہو گی،

میں ویسے تھوڑا سا ہٹ کر کہوں کہ جب 1952ء میں پی پی ایل کے ساتھ گیس کا معاهدہ ہوا تھا، میں اسکی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ کہیں سے مل جائے۔ آپ شاید باور نہیں کریں گے، آپ کو یقین نہ آئے کہ بلوچستان کے کسی بھی محکمے کسی بھی ادارے کے پاس بلوچستان کی گیس سے متعلق جو 1952ء میں وفاقی حکومت کے ساتھ کئے گئے معاهدے کی کاپی نہیں پڑی تھی۔ یہ میرے ہاتھ میں اس معاهدے کی کاپی ہے جو 1974ء میں جب ریسوس ڈولپمنٹ کار پوریشن کو یہ الٹ ہوا، تمیں سال کیلئے 1374 ایکڑز میں انکوالٹ ہوئی۔ اور آپ انداز کریں کہ دنیا کی کاپر اور گولڈ کی سب سے بڑی دولت صرف 6165 روپے کی سیکورٹی ڈیپاٹ پر ریسوس ڈولپمنٹ کار پوریشن کو دی گئی۔ اور اس میں کہا گیا کہ سال کے 1994 روپے fee صرف، آپ دنیا کے سب سے بڑے سونے اور چاندی اور کاپر کے خزانے کے لئے بمع کریں۔ جناب والا! آپ ایک بڑا تاریخی جرم جو بہاں ہم سے سرزد ہوا ہے اور ہوتا چلا آ رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ جو لیٹر جاری ہوا تھا یہ صرف کاپر کی exploration کے لئے ہوا تھا۔ اس میں گولڈ کا ذکر تک نہیں ہے۔ یہ لیٹر ہے ریسوس ڈولپمنٹ کار پوریشن کا ایم ایس ریسوس ڈولپمنٹ کار پوریشن کو۔ 8th Floor، داؤ دسٹرکٹ کراچی۔

Application for the creation of mining lease for copper who are one thousand three hundred and seventy four acres of land situated at - آگے گے dash۔ کچھ نہیں ہے۔ ڈسٹرکٹ چاغنی۔ Tehsil.

اب اس میں سب سے پہلا ہے یہ With reference to your application dates یہ تھوڑا سا دھندا ہے صحیح لکھا ہو انہیں ہے۔ 2-7-1974

Cited at subject and in pursuance of Rules 29, Balochistn Mining Concession Rules 1970 as notified by the Government of Balochistan and as amended from time to time here-in-after the License Authorities is pleased to grant your prospecting License Mining Lease for Copper.

جناب اسپیکر! اس کی کاپی آپ کو فراہم کروں گا۔ یہ جو لیٹر ہے یہ صرف، جناب لیڈر آف دی ہاؤس آپ کی تھوڑی سی توجہ چاہیئے۔ کہ جب ہم بلوچستان کا کیس این ایف سی اور سینک کے حوالے سے لڑنے جائیں گے:

We must be equipped with tools, instruments, information and documents that are going to justify our case.

اگر ان documents کے بارے میں گورنمنٹ آف بلوچستان کو خود معلومات نہیں ہوئی۔ یہ 1974ء کا آرڈر ہے ریسورس ڈولپمنٹ کار پوریشن کو سونے کیلئے نہیں ہوا تھا۔

This was not a Sandak, Copper and Gold Project. This was just a Copper Project.

اُس پر میں آتا ہوں، اُس کی وجہ یہ ہے کیونکہ بعد میں گولڈ اسمبلی شامل کیا گیا۔ جناب والا! اسکے بعد کیا ہوا کہ 1990ء سے 2003ء تک کوئی 13 سالوں کی ایک history ہے، 1990ء میں ایک ایگرینٹ sign ہوا آرسی ڈی، ایمسی سی کے ساتھ، وہ چاننا کی ایک کمپنی ہے کہ trial basis پر ہم اسکا آپریشن شروع کرتے ہیں۔ 1991ء اور 1994ء تک باقاعدہ اس پر کام ہوا۔ اور کچھ trial basis پر کا پرانکا لبھی گیا۔ 1996ء سے 2003ء تک مجھے یاد ہے میں 1997ء میں ممبر، نیشنل اسمبلی تھا تو سیندک پر باقاعدہ کام بند کر دیا گیا۔ حالانکہ اُس وقت وہ trial پر چل رہا تھا کا پر اینڈ گولڈ، اُس وقت بھی وہ کافی profitable تھا۔ اب اُس میں ہوا کیا بڑی interesting سی بات ہے جو گورنمنٹ آف بلوچستان کو شاید پتہ نہ ہوا وہ جب سیندک واپس لینے کیلئے جائیگی تو وہ کس طرح اسکے لئے fight and contest کر گی۔ وہ یہ تھا کہ ریسورس ڈولپمنٹ کار پوریشن کو حکومت بلوچستان کی معاونت حاصل تھی۔ جب یہاں یو ایس اے، جمن اور فریتھ کی حکومت آئی انہوں نے سیندک میں کیا کیا جناب والا! ایک پچاس میگاوات بجلی کا پلانٹ لگایا۔ بلوچستان کے اندر 1990ء کی دہائی میں لگنے والا سب سے بڑا پاور پلانٹ تھا جو کہ ابھی تک موجود ہے۔ یہ بلوچستان کے لوگوں کے ایسے سمجھو کر مرحون منت ہے کہ فریتھ، جمنی اور یو ایس اے کی طرف سے اُن کو ملا۔ اُس کے بعد کوئی 32 ہزار ٹن drinking water کا ایک purification plant لگایا تاکہ سیندک میں کام ہو سکے۔ اس کے علاوہ دیرہاوس بنائے گئے، ورکشاپ بنائے گئے ان پر تقریباً کوئی بارہ سے تیرہ بلین روپے اُس وقت خرچ ہوئے اور یہ مرحون منت ہے ایک بلوچستان کی۔ یہ بلوچستان کے لئے دیئے گئے فیڈرل گورنمنٹ کے لئے نہیں۔ یہ بلوچستان کے ویسے حصے میں آنے چاہیے تھے۔ تو جناب والا! ایک دفعہ پھر 2003ء تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر اس وقت 2001ء میں کیونکہ میں سال کا period یہ جو پہلا ایگرینٹ میں نے آپ کو بتایا، یہ تقریباً ختم ہونے کو تھا 2005ء میں some-where تو 28 اپریل 2001ء میں سیندک کے کاپر کے lease کو extend کیا گیا جناب والا! میں دے سکتا ہوں۔ تو اُس میں صرف یہی لکھا ہوا ہے۔ جب 2001ء میں معاملہ ہوا وہ سارا پنڈہ بھی میں بعد میں دے سکتا ہوں۔ تو اُس میں صرف یہی لکھا ہوا ہے۔

اُسمیں گولڈ کا ذکر نہیں ہے۔ اُس میں یہی The lease was extended only for copper. تھا کہ ایگر یمنٹ میں extend کیا تھا کہ جو لینڈ اور زمین اُنکو دیا جائے گا۔ لیکن unfortunately جس وعدے کے تحت 2001ء میں اس کو extend کیا گیا تھا، اُس معہدے کی پاسداری اُس وقت، بعد میں RCD MS Saindak Metals Limited بنا جو ریسورس ڈولپمنٹ کار پوریشن ہے اُسکو ختم کر کے Saindak Metals کے نام سے ایک نئی کمپنی بنائی گئی اور اسکو پھر میں سال کے لئے extend کیا گیا۔ اس کے ساتھ جو ایک معہدہ ہوا unfortunately اُس کو کسی نے بھی نہیں پڑھا، نہ ہمارے مکھے نے دیکھا نہ ہماری کسی اسمبلی نے کبھی زحمت کی۔ جب آپ کسی معہدے کو extend کرتے ہیں پانچ سال کے بعد، جب ہم اپنی زمینیں کسی کو ٹیوب ویل لگانے کے لئے بھی دیتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اُس نے اُس حلف نامے میں یا اُس معہدے کا جو ہمارے ساتھ وہ معہدات کیتے ہیں وہ پورے کئے ہیں یا نہیں۔ لیکن بلوچستان کا خزانہ، بلوچستان کا سونا، چاندی، کاپر اور اُسمیں جو rare-earth-minerals ہیں۔ یعنی ابھی بھی اس وقت جو نکالی جا رہی ہیں وہاں سے صرف سونا، تابا اور چاندی نہیں بلکہ اُس میں کوئی چالیس کے قریب ایسی rare-earth-minerals ہیں۔ یعنی اس کا ایک کلوگرام تقریباً پانچ لاکھ ڈالر میں ہے۔ یعنی ساڑھے پانچ، چھ کروڑ روپے۔ لیکن اُنکا ذکر کیا گئی بات کبھی نہیں کی گئی۔ جناب والا! 2017ء میں ایک دفعہ پھر MCC کے ساتھ یہ معہدہ ہوا تو اُسمیں انہوں نے کافی معہدات کئے۔ نمبر 1 اُسمیں یہ تھا کہ وہ یہاں بلوچستان میں ایک refinery لگائیں گے اور بلوچستان کا share-unfortunately کیونکہ بلوچستان میں کوئی بھی طاقتور، کوئی جاندار کوئی بلوچستان دوست حکومت آج تک نہیں آئی اور ان حکومتوں نے 2000ء کے بعد 2002ء میں کسی بھی معہدے میں بلوچستان کے مفادات کو مدنظر نہیں رکھا۔ مثلاً میں آپ کو بتاؤں جو 2003ء میں معہدہ ہوا MCC کے ساتھ اُنکے terms and conditions یہ تھے کہ پچاس فیصد وہ پائیز جو کمپنی invest کرے گی اس کو ملے گا 48 فیصد وفاقی حکومت لے جائیگی اور دو فیصد صرف بلوچستان کو ملے گا اور کچھ زمین کا rent ملے گا۔ دنیا کے اندر جناب والا! جتنے بھی معہدات ہیں میں نے نیچرل ریسورس یعنی منٹ پر کام کیا ہے۔ I have gone through the entire agreements all over even the world. یہ افریقہ میں، نارتھ اور ساؤتھ امریکہ میں، کینیڈا میں، آسٹریلیا میں، دنیا میں جتنا بد صورت معہدہ حکومت بلوچستان اور اسلام آباد کے مابین 2002ء۔ 2003ء میں ہوا ہے۔ جناب والا! اس طرح کی daylight robbery جس کو کہتے ہیں دن دیہاڑے چوری والے معہدے دنیا میں کہیں بھی

نہیں ہوئے ہیں۔ اُس میں آپ ایک قوم کا سونا، تانا، چاندی سب کچھ بجارتے ہیں اُسکے بدلتے میں آپ اُسکو صرف دو پرسنٹ دے رہے ہیں۔ جو میں نے پہلے ذکر کیا اگر اُس وقت اچھے سمجھیدہ لوگ بیٹھتے ہوتے وہ یہ کہتے کہ جناب والا ہمیں دو پرسنٹ نہیں چاہیے ہمیں یہ جو پچاس میگاوات کی بجلی کا پلانٹ ہے اس سے جتنی تم بجلی استعمال کرو گے اسی کا صرف کراچی بلوچستان کو مل جاتا تو چاغی آج پیر بن چکا ہوتا، نوشکی، خاران۔ اُس پچاس میگاوات بجلی کا حساب لگائیں آپ کے فون میں calculator جتنے کی ابھی بھی کلووات بجلی پکتنی ہے، واپڈاوا لے ہمیں بیچتے ہیں۔ 2003ء سے آج تک اس سے پیدا ہونے والی بجلی کا بھی اگر آپ حساب لگائیں اُس پلانٹ سے جو بلوچستان کی ملکیت تھا، تو اربوں روپے بلوچستان کو مل سکتے تھے۔ آپ نے ان کو 35 ہزار ٹن کا water purification plant دیا اُس کا کراچی بھی لے لیتے سینک سے اُسکے بدلتے میں بھی آپ کواربou روپے ان سترہ سال کے عرصے میں مل چکے ہوتے۔ اسکے علاوہ جو ویرہاؤس کا کراچی تھا اگر وہ آپ لے لیتے بھی آج چاغی کے بچے برہنہ پانہیں ہوتے ان کے پاؤں میں بھی جوتے ہوتے۔ آج چاغی میں ایک mines and mineralogy کی یونیورسٹی بننی آج آٹھ سے دس پولیٹکنیک کالجز نوکنڈی، چاغی، والبندین اور خاران میں بنتے، اُسکے جو سارا رخشنan کا جو region ہے وہ دنیا کا ترقی یافتہ بتتا۔ لیکن بد قسمتی سے کسی نے بھی معاهدہ میں ان چیزوں کو بڑا دیکھا نہیں۔ اب آئیے جناب والا! ہوا کیا، ابھی اکتوبر 2017ء میں، اس سے پہلے کہ میں 2017، کے معہدے میں جاؤں میں بار بار اس آئمیں کو اس ٹیبل پر بھی رکھتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ یہ bound ہے:

Between citizen and the State, this is bound which is between Balochistan and Islamabad .

جناب والا! ہمارے درمیان اگر کوئی رشتہ ہے قانونی، آئینی، سیاسی، وہ یہ آئمیں ہے ہمارا کوئی اور جو رشتہ ریاست کا شہری کے ساتھ یا ہمارے دوسرے صوبوں کے ساتھ ہے وہ اس میں وضع کئے گئے ہیں۔ اُس میں terms and references، طریقہ کار، رہنا، سہنا، ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا اور 2003ء اور 2004ء میں میری یہی تقریر یہ تھیں جب ہم سینٹ میں تھے، چیئرمین محمدی خان ہمارے سابق سینٹر صاحب اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں انکو welcome کرتا ہوں شاید آپ کو ان کا نام نہیں دیا گیا۔ Politician اور چیئرمین رہے ہیں۔ اور جب 2003ء very learned and senior ہمارے

اور 2004ء سے 2006ء تک جو کمیٹی بنی تھی اُس کے وہ ممبر تھے، جناب والا! ہم نے deliberation کی ہے بلوچستان کا کیس اڑا اور بلوچستان کے یہ تمام مسائل وہاں اٹھائے جس کی بدولت بلوچستان کو ایک ریلیف آرٹیکل 172 کی شکل میں ملا جو آئین میں ہے، وہ ذرا پڑھ لوں تاکہ ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس ہمارے ناطر ساتھ ہیں، جب وہ این ایف سی کی discussion کیلئے جائیں گے یا گواہ، سیندک یار یکوڈ ک پر جب بات چیت ہوگی یہ ہے باب نمبر 3۔ اردو میں پڑھ رہا ہوں آسانی کے لئے۔ جانیداد، معاملہات، ذمہ داری اور مقدمات۔ آرٹیکل 172 لاوارث جانیداد یعنی ایسی جانیداد جس کا کوئی وارث نہ ہو یعنی سونا، چندی، تانبा، یہ بڑی بڑی معدنیات، اسکا جناب والا! سیکشن نمبر 1 پڑھیں، کہ ”ایسی کوئی جانیداد جس کا کوئی جائز مالک نہ ہو، اگر کسی صوبے میں واقع ہو تو اُس صوبائی حکومت کی اور دوسری صورت میں وفاقی حکومت کی ملکیت ہوگی“، یہ دیکھنے اور پڑھنے کو ایک جملہ ہے۔ لیکن جو لوگ constitutionalism کو سمجھتے ہیں جو Legal-Language کو سمجھتے ہیں جو اپنے عوام کے مفادات کو سمجھتے ہیں جو انکی بھوک، دردار تکالیف کو سمجھتے ہیں یہ بڑی مشکل کے بعد ہم نے یہ الفاظ ڈلوائے تھے۔ اس سے پہلے کہ constitution کو بھی آپ اپنے سامنے کبھی رکھیں پھر آپ اندازہ کریں گے کہ اُس میں بلوچستان کے لیے politically operate اور economic list ممکن تھا۔ اُس وقت concurrent list تھی اور federal legislative list completely ختم ہو گئی ہے صوبوں کی list ہیں۔ اُس کے اوپر جن حق حاکیت کی ہم نے ہمیشہ بات کی ہے اُس حق حاکیت کے مطابق کی بدولت ہمیں جناب والا! یہ constitutional amendments دلوائیں تاکہ بلوچستان کے جو resources ہیں اُس میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ”اُس صوبے کی حکومت کی ملکیت ہوں گے“۔ دوسرا اس کا سب سیکشن ہے ”تمام اراضیات، معدنیات اور دوسری قسمی اشیاء جو پاکستان کے برابر عظمی کنارہ آب کے اندر یا پاکستان کے علاقائی سمندر کے اندر نیچے ہوں وہ وفاقی حکومت کی ملکیت ہوں گی“۔ یہ exclusive economic zone سے آگے سمندر کے آگے جو Twenteen Nautical Miles یا علاقائی سمندر سے مسلک ہو، اُس صوبے کے مطابق صوبے کے اندر معدنی تیل اور قدرتی گیس یا علاقائی سمندر سے مسلک ہو، اُس صوبے اور وفاق کی مشترک اور مساوی طور پر تقویض کر دیجئے جائیں گے۔ اسی طرح آرٹیکل 173۔ تو یہ تمام آرٹیکلز جب 2010ء کی 18th amendment کے

بعد constitution میں آئے۔ اُس دن کے بعد جتنی بھی اسمبلیاں گزری ہیں بدقسمتی سے کسی نے بھی ان الفاظ کو، وہ کیا کہتے ہیں کہ حقیقت میں تبدیل کرنے کے لیے کیونکہ To translate these words unfortunately in reality کہ یہ الفاظ بلوچستان کے لوگوں کی زندگی میں بہتری لاتے کہا کہ ”جناب والا! اب یہ معاهدے کوئی debate کی گئی نہ کسی سیکرٹری نہ کسی ملکے نے کہا۔ اب یہ معاهدے ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ constitution میں اب ہمارا اُنکے ساتھ رہن سہن، طریقہ کار، تعلقات اور ہمارے اختیارات کا جو تناسب ہے، وہ تبدیل ہو گیا ہے۔ آپ جب constitution کو review کرتے ہیں اس میں amendments ڈلواتے ہیں۔ This is not just for the sake of constitutional amendments یا constitutional review. یہ آپ جانتے ہیں کہ ہم operate something نہیں کر سکتے تھے۔ تو جناب والا! اس کی رو سے کیا ہوا۔ یہ 2010ء کے constitution میں clear-cut addendum ایک 2017ء میں ایک addendum اس سے پہلے 2013ء میں، 2012ء میں ایک addendum جاری کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ جناب والا! یہ addendum میں آپ کو ذرا دھاؤں - 2001ء، یہ بہت ہی important ہے تاکہ ہمارے دوستوں کے لیے اور یہ 2011ء کے agreements کی کچھ شقیں میں پڑھوں گا تاکہ جب آپ Sinduk والوں کے ساتھ معاهدے میں بیٹھیں گے تو آپ کو پڑھ پڑ جائے کہ ہمارے ساتھ دن دیہاڑے کتنی بڑی دھوکہ دی ہوئی ہے۔ اتنے پڑھ لکھ لوگ ہمارے سیکرٹریٹ میں بیٹھے ہیں اُنکی اور ہماری سابق حکومتوں کے قابل، لاائق، فاقع، دوستوں کے ہونے کے باوجود۔

This agreement for extension of the term of the lease contract of Saindak and Copper and Gold Project, hereinafter referred to its agreement is made in Beijing .

مئی 2018ء کو بیجگ میں ایک معہدہ sign ہوا اس معہدے کے تحت:

Saindak Metals Limited, a company registered under the Law of Pakistan having its registered office at 73-8, Jinnah Town, Quetta .

اس میں ایک آخری یہ ہے میں ذرا پڑھ کر سناؤں گا اس میں یہ ہے کہ جو Lease انہوں نے:

The term of the Lease Contract is scheduled to expire in October,

2012.The Lease has given a written notice to the Leasser till the economic reservoirs are exhausted whichever occurs later .

یعنی 2012ء کے بعد ہم لیز کو extend کر رہے ہیں یا تو آپ سونا و چاندی جلدی ختم کر لیں یا لیز کا نام ختم ہو۔ یہ لفظ ہے، انگریزی سے اگر اسکو اردو میں ترجمہ کریں گے:

The Lease has given a written notice to Leasser seeking extension in the term of the Lease Contract for Five Years behind October 2012 uptill the economic or reservoirs are exhausted, whichever occurred later.

اچھا! آئیں جو F-Section ہے وہ خود مانتے ہیں۔ بیجگ میں بھی بیٹھ کر یہ معابدہ ہوا۔ As per آغازِ حقوق

بلوچستان پینچن:

agreed to between the Government of Pakistan and the Government of Balochistan the ownership of the Saindak Project ownership.

ملکیت کو کہتے ہیں۔ ownership

The ownership of the Saindak Project would get transferred to Government of Balochistan after the expiry of existing terms of the Lease contract .

جیسا کہ i.e.

After October, 2012 in accordance of the decision of the Cabinet Committee on Aghaz-e-Haqooq-e-Balochistan package dated 16th December, 2009 .

یہ clearly بیجگ میں بیٹھ کر معابدہ ہوا، اکتوبر 2012 میں حکومت بلوچستان سے انہوں نے کہا کہ 2012ء کے بعد جو کچھ بھی ہوگا 2013ء کے اس معابدے کے بعد جو 2015ء یا 2017ء میں ختم ہوگا۔ اُسکے بعد جو بھی ہے وہ سب کچھ بلوچستان کو منتقل کیا جائے گا۔ یہ اُس معابدے کی کاپی ہے اگر کسی کے پاس نہیں ہے میں دے دوں گا۔ اس کے آڑکل 6 میں clearly کہا گیا ہے۔ اب دیکھیں جو daylight-robery کا لفظ یعنی دن دیہاڑے چوری کا لفظ میں نے استعمال کیا جناہ والا! It is economically, ہوتا کیا ہے، سینڈک سے گزشتہ 15 یا 16 سالوں سے very technical.

environmentally دنیا کے اندر قانون ہے، آپ 14، 12 گھنٹے سے زیادہ مانگنہیں کر سکتے۔ آپ رات کو مانگنہیں کریں گے۔ کیونکہ سیندک کا جو life-span یا اُسکی عمر وہ یہ بنائی گئی تھی کہ جی! یہ کوئی 450 ملین ٹن سے زیادہ اور یہ کوئی 20 سال تک چلے گا۔ لیکن اگر آپ کسی کو بھاتے ہیں، جس کا اتنا بڑا کھانے کی اس کی طاقت زیادہ ہو، حیثیت زیادہ ہو۔ تو انہوں نے کیا کیا جناب والا! وہ laws environmental تھے جو روز تھے، اکنا مک روڑ تھے جو agreements کو انہوں نے پامال کرتے ہوئے 24 گھنٹے وہاں مانگ کی۔ سیندک کے آپ کسی بھی فرد کے پاس جائیں وہ آپ کو اس کا ثبوت دے دے گا۔ تو انہوں نے کیا کیا، اسکی ایک وجہ یہ تھی۔ کیونکہ جتنے بھی معاملات ہوئے تھے اُسمیں refinery کا ذکر تھا۔ اب refinery کیوں ضروری ہے جناب والا! آپ میرے گھر میں آتے ہیں، آپ بیچپے سے جو بھی ہے مٹی ہے سونا ہے چاندی ہے، آپ بوری بھر کے لے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تھوڑی دیر کیں۔ ذرا دیکھتے ہیں اُسمیں میرا کوئی مال، میرا مواد، میرا سونا، میری چاندی، میرا تاباکس مقدار میں ہے؟ کیونکہ آپ کو جو پیسے اور رائٹی ملتی ہے وہ اُس مقدار پر ملتی ہے کہ کاپر کی کتنی مقدار تھی اس میں سونا کتنا تھا چاندی کتنی تھی اُسمیں جو rare-earth-minerals ہیں جو بھی دنیا کی، rare-earth-minerals یعنی وہ بہت کم پیدا ہونے والی معدنیات جو دنیا میں ہیں جن سے جہازیں بنتی ہیں جن کو satellites پر لایا جایا جاتا ہے موبائل فون میں استعمال ہوتی ہیں بڑے مہنگے فونز اور وارلس سسٹم میں استعمال ہوتی ہے۔ اس طرح کے جو equipment ہیں اُسمیں استعمال ہوتی ہیں۔ تو ان کو پہتہ تھا کہ بلوچستان میں سارے اندھے ناپینا ہیں۔ ان کو اپنے مفادات کا کوئی علم ہی نہیں ہے exclusive zones ہیں یہاں سیڑھیں بھر بھر کے لے جائیں 24 گھنٹے مانگ کریں۔ اور جناب والا! انہوں نے refinery نہیں لگائی۔ جب وہاں لے جاتے ہیں، جب وہ concentration ہے جو اسکو وہ جمع کرتے ہیں اور بلاک بناتے ہیں اور ان بلاک کو وہاں refinery میں پھر یہ الگ کرتے ہیں سونے کو الگ، چاندی کو الگ، تانبے کو الگ، rare-minerals کو الگ۔ اُس میں ایسی minerals بھی ہیں، بار بار میں کہہ رہا ہوں کہ سونے سے بھی مہنگی ہیں۔ سونا اتنی بڑی چیز نہیں ہے۔ انٹرنسٹیشنل مارکیٹ میں سونے کی value ایک کلوگرام کی 46، 47 ہزار روپیہ یعنی 50 لاکھ۔ لیکن ایک ایسی rare-earth-mineral وہاں پائی جاتی ہیں جس کی ایک کلوگرام کی international value سائز ہے تین کروڑ روپے ہے۔ تو ہوا یہ جناب والا! کہ اس معاملے کے تحت انہوں نے refinery بھی نہیں لگائی۔ جب یہ 2012ء کا، 2011ء کا معاملہ تھا۔ تو 2017ء میں۔ اور اس

پرستخت کس کے ہیں جناب والا! یہ یہ یہ گنگ میں جو معاهدہ ہوا۔ آپ یقین جانیئے گا کہ اس معہدے میں یہ دستخط شاید آپ کو نظر آ رہے ہوں گے۔ اس میں حکومت بلوچستان کا ایک بھی نمائندہ نہیں ہے۔ مسٹر شے انگ in the presence of the witness Haseeb-bin-Azeem.

آپ کو یہ علم ہونا چاہیے کہ گورنمنٹ آف بلوچستان کا نہ کوئی سیکرٹری نہ بلوچستان کا کوئی اور نمائندہ اُسمیں شامل ہوا۔ اب آئیے جناب والا! آگے کیا ہوتا ہے۔ قصہ اُسمیں بڑا interesting ہے۔ کہ یہ سارے معہدات کو، ہونا تو یہ چاہیے تھا چلو آغاز حقوق بلوچستان کا ذکر ہے خود معہدے میں ہے ”کہ جی! ہم آپ کو وہ اپس دے دیں گے۔ معہدہ ختم ہو جائے ہم refinery لگائیں گے“۔ ان سب کے باوجود اکتوبر 2017ء کو خاموشی سے ایک سیکرٹری گورنمنٹ آف بلوچستان کا، وہ اُٹھ کر اسلام آباد میں جاتا ہے constitution کے آرٹیکل 172 کو violate کرتا ہے۔ اس کا 2011ء میں ہوا تھا۔ یہ اس terms of agreement کو violate کرتا ہے۔ اور جناب والا! یہ نیا معہدہ sign کرتے ہیں 2017ء کا۔ اس معہدے کی کاپی میرے پاس پڑی ہے جناب والا! اب جو 2017ء میں انہوں نے یہ معہدہ کیا۔ اُسمیں نہ تو ایک چیز کا بھی ذکر نہیں ہے کہ جس پرانے معہدے کے تحت آپ نے یہ اپنی جو requirements پوری کی ہیں۔ اور یہیں تھیں تو لہذا ہم آپ کو دے رہے ہیں۔ کیونکہ آپ بڑے اچھے آدمی ہیں آپ نے میری زمین کا خیال رکھا، سونے کا، چاندی کا، میرے علاقے میں ملازمتیں دیں چاغی میں یونیورسٹی اور پولی ٹینک کھو لے۔ آپ چاغی سے آٹھ، دس ہزار بلوچستان کے نوجوانوں کو بیرون ملک پڑھائی کے لے گئے۔ کوئی ایسی بات نہیں کوئی ذکر نہیں ہے، کچھ نہیں۔ اور اس کے بعد جناب والا! اکتوبر 2017ء میں آپ کو اللہ خیر دے، یہ کہاں گیا۔ جناب والا! یہ ہے اس کی کاپی۔ تو till October, 2012. 2017, October، 2012ء کے تک، Leases confect extended till 31st October, 2022ء تک، یعنی اب 2022ء تک، ہماری اس حکومت کے، ایکشن سے کوئی پانچ چھ مہینے پہلے، 2022ء تک یہ معہدہ جو سیند کی Lease extend کی گئی ہے۔ اور اُسمیں گورنمنٹ آف بلوچستان owner ہم نہیں ہے۔ یہ جو صحیح سے میں اس قرارداد کی تمهید باندھ رہا ہوں۔ جناب اسد صاحب! اور سلیم جان! اگر آپ کی توجہ ہو یہ جو تمهید میں صحیح سے باندھ رہا ہوں کہ 172 کے تحت اگر کوئی بھی معہدہ ہوگا ہم مالک کی حیثیت سے دستخط کریں گے گواہ کی حیثیت سے نہیں۔ اور بقیتی سے گورنمنٹ آف بلوچستان کا سیکرٹری اسلام آباد میں بیٹھ کر مائنڈ منرل

کا، اکتوبر 2017ء میں ایک گواہ کی حیثیت سے دستخط کر رہا ہے۔ اتنے instruments، constitutional guarantees، اتنے وعدے وعید کے بعد بھی آپ 2017ء میں جاتے ہیں ایک گواہ کی حیثیت سے دستخط کرتے ہیں۔ جناب والا! وقت کی کمی ہے میرے دوسرے دوست بھی اس پر بات کریں گے۔ میں economical اُس کا بتانا چاہ رہا تھا کہ گواہ کی وجہ سے۔۔۔۔۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شناصر صاحب! آپ کا وقت پورا ہو چکا ہے۔ مہربانی کر کے conclude کریں۔

**جناب شناصر اللہ بلوج:**

سر! بالکل تھوڑی دیر بعد میں کچھ بات اور بھی کروں گا۔ صرف میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ میں اسکے economic، سردار صاحب! کہنے کا مقصد یہ تھا۔ یہ تو میں نے constitutional، legal میں اسکے جو بھی نیشنل اور انٹرنیشنل معاملات تھے وہ بتا دیئے۔ ایک بہت بڑا aspect اُس کا رہتا ہے وہ ہے استعمال کا۔ کہ کتنا پیسہ کمایا گیا کتنا لے جایا گیا کتنے کا سونا بچا گیا کتنے کا اسکریپ، کیسے یہ سارا operate ہو رہا ہے۔ دنیا کے اندر ما نہ زاید منزراز کی تاریخ میں اس سے بڑا black-hole کا لاکوں تاریخ میں آج تک نہیں ہے۔ تو میں اس پر بعد میں شاید نام ملا تو میرے معزز دوست بات کریں گے۔ جناب اسپیکر! میں صرف آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان تمام آئینی و قانونی، terms and agreements اور ان معاهدات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اسمبلی ایک متفقہ قرارداد پاس کرے کہ اکتوبر 2017ء میں ہونے والا معاهدہ آئین سے ماوراء ہے، غیر قانونی ہے، اس کوئی الفور منسوخ کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حکومتِ بلوچستان ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابھی تھوڑی سی feelings ہماری آتی جا رہی ہیں کہ اکہ جام صاحب چیزوں کو بڑا decentralize کریں گے۔ لیکن وہ centralization کی پالیسی ستر سالوں میں بلوچستان کو تباہی اور بربادی کے دہانے پر لے گئی ہے۔ کہ as a friend, as a brother I would like to request you!

آپ چیزوں کو decentralize کریں اپنے دوستوں کو اختیارات تفویض کریں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شناصر صاحب! اذا ان شروع ہو رہی ہے مہربانی کر کے conclude کریں۔

**جناب شناصر اللہ بلوج:** تھیں تھیں یو جی۔

(اذان-خاموشی)

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جی میں ابھی اس کو conclude کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

مہربانی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

تو میری آخر میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے اپوزیشن اور حکومتی اراکین سے یہی استدعا ہے۔ کہ اس قرارداد کو بہت سختی کے ساتھ، لیکن پیار اور محبت کے الفاظ میں اسکو یہاں سے منظور کر کے اس پر ایک کمیٹی بھائی جائے۔ جو سیندک کے معاملات، اس میں کچھ financial scams ہوئے ہیں۔ اس کا پیسہ گم گیا ہے۔ پیسہ بیکنوں میں پڑا ہے (CSR) Corporate Social Responsibility کی مدد میں وہاں چاغی کے ان غریب انسانوں پر کوئی چھتیں ارب روپے سے زیادہ لگنے چاہیئے تھے، وہاں چھتیں کروڑ روپے بھی نہیں لگے۔ ان سب کا حساب کتاب کرنے کے لئے This is very important to form a Committee. اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنانی چاہیئے اور اس میں دونوں اطراف سے اراکین ہوں جو اس کے تمام معاملات کو legal, constitutional, financial matters کو دیکھے۔ اور یہ قرارداد پاس کر کے ہم وفاقی حکومت کے پاس بحیثیت ایک گروپ کے، بحیثیت اس بلوچستان اسمبلی کے نمائندے کے جائیں۔ اور ان سے یہ کہیں کہ جی یہ ہماری ملکیت ہے اور یہ constitution ہمیں اس کی اجازت دیتا ہے لہذا آپ ہمیں گواہ کی حیثیت سے مجبور نہ کریں بلکہ ہمیں مالک کی حیثیت سے یہ فیصلے کرنے دیں کہ ہم اپنا سونا، چاندی، تانبہ۔ کیونکہ آج کل ریکوڈ کا ذکر کافی چل رہا ہے۔ اگر آپ یہ precedents آپ نے آج نہیں بنایا آج اس ہاؤس نے اتحاد اور اتفاق کا مظاہرہ نہیں کیا تو مجھے ڈری ہے جناب والا! کہ ہماری یہ جو سونے اور چاندی کی دولت کوڑیوں کے دام دوسرے ہم سے لے جائیں گے۔ thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکر یہ جناب ثناء بلوچ صاحب۔ جی عبد الرحمن کھیڑان صاحب۔

سردار عبد الرحمن کھیڑان (وزیر حکومتہ سائنس و انفار میشن، میکنالوجی):

ثناء بلوچ کو میں appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے اچھے figures دیئے۔

اور letters دیئے۔ سیندھ کا جہاں تک معاملہ ہے آج سے پانچ سال پہلے بدقسمتی سے میں اس پر بڑا کام کر چکا ہوں۔ جو جو figures اور جو جو letters شاء بلوج نے دیئے ہیں یہ میرے پاس مکمل ریکارڈ ہے۔ بالکل اسکے ساتھ کہ کتنے ملین، بلیں ڈالرز کا ہمارا اس بلوچستان کا نقصان ہوا ہے۔ معاهدہ کیسے ہوا؟ چائنیز کمپنیوں کے نام اور comparison اسکا ہماری neighbour countries کے ساتھ جہاں جہاں سونے اور چاندی کے ذخائر کی تلاش کی جاتی ہے یا پیٹرولیم کی اُنکے comparison بھی میرے پاس موجود ہے لیکن بدقسمتی سے میں پھر ایک طرف جاؤں گا اور افسوس کے ساتھ جاؤں گا کہ میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت میں ٹریزیری پنځروں کی طرف ہوں اور اپوزیشن اُس طرف ہے۔ اور بحیثیت ٹریزیری پنځر کے میرے قائد، بلوچستان کے جس پنځر کو ہٹاتے ہیں اُنکے نیچے اتنے پنځو ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ جناب اسپیکر! کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں اور بدقسمتی یہ ہے کہ جیسے شاء بلوج نے کہا کہ پچھلی حکومتیں وہ جو نعروہ لگا کر آئے اور جس پلیٹ فارم سے وہ یہاں قائد ایوان بنے یا چار، پانچ سال تک حکومت میں رہے۔ last معاهدہ جو شاء بلوج نے کہا جو معاهدہ انہوں نے دکھایا اکتوبر 2017ء کا۔ وہ بھی بدقسمتی سے اسی ایوان میں قوم پرست حکومت تھی جو بلوچستان کے ساحل اور وسائل اور حقوق کی بات کرتی تھی انہوں نے ایک سیکرٹری کو بھیجا میں اُس کا نام نہیں لیتا۔ میں on board ہوں اس چیز کا ایک ایک figure میرے پاس ہے۔ شاء بلوج! میں آپ کے ساتھ شیئر کروں گا آپ میرے ساتھ شیئر کریں گے۔ کہ اس صدی کا سب سے بڑا اسکینڈل اسکوآپ کہہ سکتے ہیں جو سیندھ کے ساتھ حشر ہوا ہے۔ جس minerals کی یہ بات کر رہے ہیں جورات کی تاریکی میں نکال کر یہاں سے shift کیئے گئے۔ سونے چاندی کو تو ایک طرف رکھیں کہ اُنکے ساتھ 2%۔ پھر بھریں کے ساتھ ہم نے اسکا comparison کیا۔ پھر مختلف عرب countries کے ساتھ comparison کیا۔ میرے پاس اسکا مکمل ریکارڈ ہے۔ اُسکی پا داش میں ایک بہت اچھا افسرو ہمارا وہ اُٹھایا گیا بہر حال وہ لمبا قصہ ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم one day سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کچھ کر کے جائیں گے۔ انشاء اللہ میرے قائد کا، قائد ایوان کا یہ وعدہ سمجھیں یہ اسکا vision سمجھیں انشاء اللہ۔ ہم ذاتی طور پر کسی کی دشمنی میں نہیں ہیں نہ ہم کسی کی victimization کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جہاں بھی بلوچستان کے حقوق کی بات ہوگی ہم اس کیلئے ضرور لڑیں گے۔ اپوزیشن والے ہمارے ساتھ ہوں ہم اللہ اگر وہ ہمارا ساتھ نہیں بھی دیں گے ہم اس چیز کیلئے لڑیں گے۔ اب یہ سیندھ کا، اس میں پچھلی حکومت میں کینٹ ڈویژن میں ایک کمیٹی بنی تھی تھوڑا بہت اُس نے کام کیا باقی رکا ہوا ہے۔ ہمیں آئے ہوئے ٹوٹل ڈیڑھ مہینہ بھی نہیں ہوا ہے۔ میں نے گزارش کی کہ جس پنځر کو ہم

ہلاتے ہیں نیچے سے خون خوار قسم کا چھوپا یا سانپ نکل آتا ہے۔ اب ہم نے swiping کرنی ہے اسکے بعد ہم جا کر کسی معاملے کی تہہ تک پہنچیں گے۔ ثناء بلوچ نے اس میں آئین کا حوالہ دیا ہے میں اس سے ایک ہزار پرسنٹ agree کرتا ہوں کہ ہم اس سرزی میں کے اسکے ساحل و سائل کے مالک ہیں لیکن ہمیں touch بھی نہیں کیا گیا۔ اور یہ معاهدے 2002ء سے پندرہ، سولہ سالوں سے ہو رہے ہیں اور ماں نگ کا جوانوں نے کہا کہ ایک timing ہوتی ہے انٹریشنل لیول پر ایک timing ہوتی ہے۔ رات کی تاریکی میں آپ کسی کو آپ جب لیز پر ہیں آپ مالک نہیں ہیں۔ مالک اگردن رات کام کرتا ہے اسکی محنت ہے۔ اسکے گھر میں اسکا۔ ایک ایک Leassee اور Leasser ایک معاهدہ ہوتا ہے اس معاهدے کی پابندی کیجا تی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اور اس معاهدے میں جو renewal ہوا ہے 2017ء سے 2022ء تک۔ اور اس سے پہلے Leassee اور Leasser کا تو وہ رابطہ ہی ختم ہو چکا ہے۔ ہم نے بننا تھا۔ اس بلوچستان نے اسکا حصہ بننا تھا ہمیں باپی پاس کیا گیا۔ اور انہوں نے کمیٹی کی جو تجویز دی ہے میں appreciate کرتا ہوں۔ میں اپنے قائدیوں کی اجازت سے آپ سے گزارش کروں گا کہ اس پر دونوں طرف سے ایک کمیٹی بنائیں۔ میرے پاس اسکا جو مواد ہے میں اس کمیٹی میں پیش کروں گا۔ میرے بہت سارے گناہ تھے شاید اس میں یہ گناہ بھی تھا کہ قوم پرستوں کی حکومت میں میں پانچ سال جیل میں بیٹھا رہا۔ کہ میں کچھ چیزیں dig-out کر رہا تھا اب گھر میں بیٹھ کر تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسے ثناء بلوچ دفتروں میں پھرتے ہیں۔ انگریزی میں کہتے ہیں gloenning چننا۔ لوگ تو کھیت کاٹ کر چلے جاتے ہیں پیچھے جو چھوٹے چھوٹے خوشے رہ جاتے ہیں اس کو ایک غریب آدمی جمع کر کے پھر اسکو گوٹ کر آتا بنالیتا ہے اور اس سے اپنا پیٹ بھرتا ہے۔ اسی طریقے سے میں بھی ایک ایک دفتر ایک ایک فٹ پاتھ پر جاتا ہوں۔ کوئی چیز، مواد اٹھاتا ہوں اپنے پاس رکھتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

سردار صاحب! مہربانی کر کے اپنی بات تھوڑی مختصر کر دیں۔

**وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوژی:**

میں نے ابھی بات ہی شروع نہیں کی ہے آپ نے مختصر کا کہہ دیا۔ اُدھر سے ایک گھنٹہ بولا میں تو جواب دے رہا ہوں۔ اسپیکر صاحب! اتنی سختی تو نہ کریں مجھے آپ سے زیادہ جلدی ہے میری نماز جاری ہے۔ تو مختصر اُس نے بہت اچھے figure دیئے ہیں اور اس سے اچھے calculated figure میرے پاس ہیں۔ کتنے کروڑوں ڈالر کا نقصان ہوا۔ کتنا ہمارا سونا "ایویں ہی" چلا گیا۔ اگر وہ ہمارے پاس ہوتا اُسکو ہم کہیں

گروہی بھی رکھتے اپریسٹ پر رکھتے توجیہ 2% کے حساب سے۔ وہ بھی جس طریقے سے غبن ہوا وہ بھی میرے پاس figure ہیں۔ تو ہم دمی اور پتہ نہیں کون کون سے ملکوں کو بھول جاتے کہ بلوچستان اتنا میر ترین اور لوگ پوری دنیا سے یہاں آتے۔ لیکن بدقتی یہ ہے کہ (اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چانگ سے) ہم قوم پرستی کا اور ہم اس بلوچستان کے حقوق، ساحل و وسائل کے نعرے تو بڑی خوبصورت لگاتے ہیں۔ لیکن اندر سے ہم کیا کرتے ہیں یہ وقت بتایا گا کہ لندن میں بیٹھ کر کیا معاہدے ہوئے اور پچھلے پانچ، دس سال میں کون کون سے tour ہوئے میں mention نہیں کرتا میں ایک کمیٹی میں انشاء اللہ۔ یا سوئزر لینڈ میں جہاں ایک جھٹے کے جھٹے جا کر دہاں فائیو اسٹار ہوٹلوں میں ٹھہرے اور کیا کرتے رہے اور بلوچستان کے حقوق کیلئے کیا کیا ہے انہوں نے۔ یہ مع ثبوتوں کے tour پروگراموں کے لیکٹ کے پیسوں کے جوان پر خرچ کیے۔ اور جو وکلاء پر انہوں نے خرچ کیا۔ وہ ہم انشاء اللہ اس کمیٹی میں دیں گے۔ تو میں قائد ایوان کی اجازت سے آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کے لئے ایک کمیٹی form کریں ادھر سے بھی ساتھی لیں ادھر سے بھی لیں۔ اپوزیشن سے ہماری گزارش یہ ہے وہ ہمارے ساتھی ہیں کہ کچھ عرصہ ہمیں دے دیں کہ ہم تھوڑا ان سانپ اور بچوؤں کو یا تو کچھ kill کر سکیں یا کچھ کو ادھر ادھر کر کے ہم وہاں تک پہنچ جائیں جہاں بہت کچھ چھپا ہوا ہے۔ تو ہمارے ساتھ ملکر ہمارے شانہ بٹانے چلیں ہم اُنکے شانہ بٹانے چلانا چاہتے ہیں وہ بھی بلوچستان کے حقوق اس کی ترقی کی بات کرتے ہیں اور ہمارا بھی vision یہ ہے ہمارے قائد کا بھی vision یہ ہے کہ ہم کچھ دن رہیں کچھ مہینے یا کچھ سال رہیں اس بلوچستان کو ایک چھوٹا سا حقیر سا کوئی تھنہ دیکر جائیں کہ جی (بآپ) پارٹی کے زمانے میں تاریخ بن جائے۔ اور اس وقت کون ہمارا میدر تھا کون قائد ایوان تھا اس کے زمانے میں کم از کم یہ peanut کی طرح یہ بلوچستان کو ہم کچھ دے کر جائیں مع ہمارے ساتھی کویش پارٹیوں کے ہم سب کا vision یہی ہے۔ تو میں appreciate کرتا ہوں شاء بلوچ کو اور میں گزارش کروں گا کہ اس پر آپ کمیٹی تشکیل دیں ہم اس پر مزید کام کرتے ہیں۔ اور ہمیں تھوڑا اس۔ ابھی ہم وہ جہاز اُڑانے جاتے ہیں ہینگر سے نکلا ہے ابھی تک ہم وہ نیکسی بھی نہیں کیا ہے نیک آف کی approach ابھی تک بہت دور پڑی ہے۔ تو فی الحال ہم ہینگر سے نکلے ہیں رینگ رہے ہیں runway کی طرف۔ تو تھوڑا سا ہمارا ساتھ دیں جیسے آج انہوں نے figure دیئے اس پر میں پانچ سال پہلے، میرے پاس پندرہ پڑا ہوا ہے ایک ایک figure پڑا ہوا ہے۔ تو ہم اُنکے ساتھ ملک اُنکا بھی ایک vision ہے۔ day one vision سے ہمارا وہ vision ہے کہ ہم نے بلوچستان میں deliver کرنا ہے۔ تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس پر کمیٹی بنادیں۔ میں appreciate کروں گا اپنے

ٹریئری پنگ کو۔ Thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ سردار صاحب! آپ نے بہت اچھی باتیں کیں۔ زیرے صاحب! مختصر الفاظ میں نماز کا بھی وقت ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! ثناء صاحب نے جو قرارداد پیش کی یقیناً یہ بڑی اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ اور جس طرح اس ملک میں ہمارے عوام کا بابا شخصیوں ہمارے صوبے کا استھصال کیا گیا ہے۔ آپ سیندک پروجیکٹ کو لے لیں آپ ریکوڈ کو دیکھیں۔ ہمارے کوں مانز ہیں سنگ مرمر اور بہت ساری وحاتیں ہیں۔ جس طرح معاهدے کیتے گئے۔ یقیناً وہ ہمارے عوام کیلئے ناقابل قبول رہے ہیں۔ ہمارے فاضل منسٹر صاحب نے اپنی بھڑاس نکالی۔ حال ہی میں ہم نے یہ معاهدے جس طرح سوئی گیس کا 1950ء میں ہوا تھا میں۔ کیا اُس وقت بھی ایک قوم پرست حکومت تھی؟ اُسکے بعد جس طرح figure دیئے گئے آج سے بیس سال پہلے یا تمیں سال پہلے جو معاهدے ہوئے ہیں۔ سیندک میں ہوا۔ ابھی جو ریکوڈ کا problem چل رہا ہے۔ کیا اُس میں بھی قوم پرست جماعتیں تھیں؟ تو تمیں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست، منسٹر صاحب جس طرح تنقید کر رہے ہیں۔ یقیناً جو ہماری حکومت رہی پچھلی حکومت۔ کم از کم پہلے تو یہ بھی نہیں تھا کہ اُس میں بلوچستان کا تو نمائندہ شامل ہی نہیں تھا۔ لیکن اکتوبر 2017ء میں جب یہاں نواب صاحب کی حکومت تھی۔ نواب ثناء اللہ کی کم از کم اُس وقت تو ایک سیکرٹری صاحب وہاں گئے انکوپتہ چلا۔ بہر حال میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور میری تجویز یہی ہوگی کہ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور وہ کمیٹی جا کر کے وفاق سے، جتنے بھی ہمارے معاهدے ہوئے ہیں جس طرح کیتے گئے ہیں یا جس طرح ماضی میں زبردستی ہم پر معاهدے مسلط کیتے گئے۔ کم از کم ایسے ماحول میں معاهدے کیتے جائیں تاکہ ہم اپنے صوبے کے عوام کی وہاں صحیح طور پر نمائندگی کر سکیں۔ اور ہم اپنے حقوق اور اپنے وسائل کا دفاع کر سکیں۔ Thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ زیرے صاحب۔ جی اختر حسین لاڳو صاحب! مختصر الفاظ میں اپنی بات کریں۔

میرا ختر حسین لاڳو:

جناب اسپیکر! شکریہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جناب اسپیکر! یہ واحد معاهدہ نہیں ہے سیندک کا۔ جس

طرح زیرے بھائی نے کہا کہ سوئی سدرن گیس کے حوالے سے ہمارے ساتھ جو معاهدات ہوئے، انکو بھی revisit کیا جائے۔ اور خصوصاً سینڈک کا معاملہ چونکہ اس دفعہ اٹھ چکا ہے اور شاء بھائی اسکو کورٹ میں بھی لیکر گئے ہیں۔ اس معہدے کو فوری طور پر منسوخ کر کے اسکی ملکیت گورنمنٹ آف بلوچستان کو دیکر اس معہدے کو revisit کریں اور اس کو ازسرنو تشكیل دیا جائے۔ کیونکہ جناب ڈپیکر! یہ صرف سینڈک کا معاملہ نہیں ہے۔ یہی روش بلوچستان کے ہر معاملے میں بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ رواڑ کھی گئی ہے۔ میں آپکو ایک چھوٹی سی مثال دوں کہ ہر بولی میں اس وقت جو PPL کے لوگ ہیں وہاں گیس اور پیروی لمب کے حوالے سے ڈرینگ ہو رہی ہے۔ PPL کے اپنے روز جو انہوں نے بنائے ہوئے ہیں وہاں جو مقامی لوگ ہیں جن کی زمینیں ہیں جن کی ملکیت ہے ان سے معہدہ کرنے کے۔ اب PPL اپنے ہی روز کو violate کر رہا ہے وہاں جو مالک ہیں زمینوں کے اُنکے ساتھ بھی کوئی معہدہ انہوں نے sign نہیں کیا ہے اُنکی زمینوں کو باقاعدہ زبردستی قبضہ کیا گیا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کے جو روز ہیں، انکو follow environment نہیں کیا ہے۔ ہزاروں سال پرانی ہر بولی کے جنگلات ہیں ان تمام کو کھانا گیا ہے اور اُنکی لکڑیاں اس وقت ہمارے کوئئے اور قلات کے بازاروں میں کپ رہی ہیں۔ تو ان تمام چیزوں کو، میری آریبل ہاؤس سے یہ request ہے کہ ان تمام معہدات کو جو بلوچستان میں ہوئے ہیں اٹھاڑھویں ترمیم کے بعد از سرنوکھولا جائے اور ان پر از سرنو debate ہوں۔ اور بلوچستان اسمبلی کی طرف سے ایک کمیٹی بنائی جائے جو ان تمام معہدات کو از نو دیکھے اور انکو چیک کرے۔

**جناب ڈپیکر:**

شکریہ۔ یونس عزیز زہری صاحب! مختصر بات کریں۔ جی۔

**میر یونس عزیز زہری:**

شکریہ جناب ڈپیکر صاحب۔ سینڈک کے ساتھ ساتھ ہمیں دوسری چیزوں کو بھی دیکھنا چاہیے، شاء بھائی نے detail سے سینڈک پر بات کی۔ اور PPL خپدار میں جو بولان مائنگ کے نام سے کام کر رہا ہے۔ وہاں کے مقامی لوگوں کے ساتھ جو اس نے معہدے کئے ہیں اور ان معہدوں پر وہ میرے خیال میں 10% بھی نہیں اُتر رہا ہے۔ اور جو معہدے وہاں مقامی لوگوں کا۔ اور وہاں مقامی لوگوں کے حقوق ہیں، اور وہاں سے اُنکی minerals باہر لے جا کر open market میں پیچ رہا ہے۔ جام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کے اپنے ڈسٹرکٹ میں دوسرے مقام پر بھی یہی کام ہو رہا ہے۔ وہاں بھی معہدے کی یہی پوزیشن ہے، اور یہاں خپدار میں بھی یہی پوزیشن ہے، یا ریکوڈ ک میں بھی یہی دیکھا جائے اور یہاں سینڈک میں

دیکھا جائے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سینڈک کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کو بھی دیکھنا چاہیے۔ بولان مائنگ خضدار کو کیونکہ وہاں کے لوگ صبح و شام اس چیز پر احتیاج کر رہے ہیں لیکن سننے والا کوئی نہیں ہے۔ جو معاملات ہیں، معاملات کچھ کہہ رہے ہیں اور وہ اپنی من مانی کر کے اپنی مرضی سے چلا رہا ہے۔ اور یہی چیز دوسرے میں اور یہی چیز ہمارے سینڈک میں ہے۔ تو ان چیزوں کو دیکھیں میں ثناء بھائی کی بات کی حمایت کرتا ہوں اور اس پر ابھی کمیٹی بنائی جائے۔ یہ ہمارے جو پچھلے پانچ، چھ سیشن ہوئے ان میں ہم نے اپنا گلا پھاڑ پھاڑ کے کہا کہ جی! ہمارے ساتھ پیشیں ہماری باتیں سنیں ہم PSDP پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں ہم بلوچستان کے حقوق کی بات کرنا ہتھیں ہیں۔ تو ان چیزوں کو بھی، آخر میں پچھلے سیشن میں لا کے درمیان میں ختم کر دیا گیا۔ اور میں کچھ پتہ نہیں چلا کہ جی! PSDP کا کیا ہوا۔ ہماری چھپلی قراردادوں کا کیا ہوا اُن کا بھی کوئی حل نہیں نکلا۔ مجھے یہی خطرہ پھر ہے کہ نہ کمیٹی بنے گی نہ اس پر کام کرنے دیں گے۔ وہ بندے جنہوں نے معاملات کئے ہیں وہ کسی طریقے سے ان معاملات کو cancel کر کے نئے سرے سے معاملات کئے جائیں اور اُسیں اپوزیشن اور ٹریئری بچوں سے اراکین لئے جائیں تاکہ بولان مائنگ، دوسرے اور سینڈک ان سب کو لیا جائے، شکریہ جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ یوس عزیز زہری صاحب۔ جی محترمہ تھوڑا مختصر کر کے بولیں۔

محترمہ شکلیلہ نوید نور قادری:

اس میں تھوڑا سا data کے حوالے سے بڑا IMU's comprehensive data اور data کے حوالے سے شناع صاحب نے بات کی۔ کیونکہ 74ء کا ازالہ تب سے لیکر اب تک ہمیں کرنا ہے۔ ٹوٹل ابھی چاقی کی approximately data جو میرے پاس ہے، 2 لاکھ 26 ہزار کی آبادی ہے۔ ٹوٹل 267 سکوائر 3 کا لجز اور ایک ہسپتال ہے۔ اس کے علاوہ 30 کے قریب RHC's and BHU's ہیں۔ یہ ٹوٹل یعنی جوز میں جس سے وہ منزلا اور سونا لے کے جا رہے ہیں یہ ساری چیزیں جیسے شناع صاحب نے اس کو day robbery کا نام دیا۔ Definitely this is a day robbery کہ دن دیہاڑے آپ کے سامنے ڈیکھتی ہو رہی ہے۔ جتنی زیادہ وہاں کی گئی ہے digging environmental laws کو توڑا گیا ہے۔ اور جو ہمارے پاس legal documents ہیں جو آپ کا constitution in written ہے اُسکی violation کی گئی ہے۔ تو ہذا ابھی سینڈک کے بعد ریکوڈ ک جو اس سے گیارہ گناز زیادہ بڑھا ہے۔ ایک مائنگ ہے گولڈ کا پرکی۔ اس کے حوالے سے MOU's کی باتیں سننے میں آرہی ہیں۔ جیسے پچھلے PSDP کے حوالے سے ابھی تک

کوئی نہ اس طرح کی کمیٹی بنی نہ اس پر کام کیا۔ ہم نے لائچے عمل طے کرنا ہے اسی طرح ہمیں dark میں رکھ کے دوبارہ بلوچستان کو dark میں رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ ریکوڈ ک پر بھی کوئی ایسا MOU آئے۔ مجھے کسی نے ایک بڑی painful تصویر بھجوائی ہے کہ کلی حمل جو صرف آدھا کلو میٹر سیندک سے دور ہے۔ رائٹلی دینے کی بات ہو تو پھر وہاں کے بچے جو نگے پاؤں زمین پر بیٹھ کے اپنی تختی پر ٹیکٹ دے رہا ہے۔ ایک الیہ ہے، آپ کو رائٹلی کتنی ملتی ہے، آپ اسکو utilize کرتے ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا ذریعہ کٹ چاگی the province and your State. یعنی آپ کے ملک پاکستان کا سب سے بڑا ذریعہ کٹ چاگی ہے۔ وہاں صرف ایک ہسپتال ہے ہم بیماریوں کا کیا اندازہ لگائیں جہاں آپ کے سامنے سے اتنی زیادہ robbery ہو رہی ہے۔ تو ہذا next جو آپ جو بھی اس پر sign ہونے جائیگا، بلوچستان اسکا مالک ہے بلوچستان کے لوگ اسکے مالک ہیں۔ اس MOU میں at least بلوچستان کے لوگوں کا ہونا چاہیے۔ اسکی رائٹلی جو zero percent ہے، وہاں کی لیبر، unskilled لوگ وہاں کام کر رہے ہیں۔ آپ کا کوئی جیا لو جیکل بندہ skilled جو اس چیز کو جانتا ہو وہاں employment نہیں ہے آپ data نکوالیں، ان سے تمام data آپ لے لیں کہ جیا لو جیکل سروے والا کوئی بندہ ہے وہاں جو جانتا ہے کہ جو پھر کے pieces جو ہمارے سامنے سے جا رہے ہیں ان میں کیا کیا منزرا اور کتنی quantity کی لے کے جا رہی ہوتی ہیں۔ refinery کی جو بات ہو رہی ہے اس کی installation پر، ان تمام چیزوں پر اس ایوان کے through ہم اسکے cancellation پر بات کر گیں، کہ اس کو ہم مسترد کر دیں اور دوبارہ اس MOU میں بلوچستان کے لوگوں کو اور جو real owners اسکے شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکریہ میڈم! آپ نے اچھی بات کی۔ جی ملک نصیر احمد شاہوی صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے پر مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ محکمہ موافقات و تغیرات میں جو دسمبر 2011ء میں کچھ بھرتیاں ہوئی تھیں، کچھ آرڈر زمینی ملے تھے، اُنکے ٹیکٹ اور انٹرویوز بھی ہوئے تھے، اور گزشتہ سات، آٹھ سالوں سے وہ تxonah بھی لے رہے ہیں۔ اور فانس ڈیپارٹمنٹ اُن کیلئے ہمیشہ بجٹ بھی ریلیز کرتا رہا ہے اُن کو کمپیوٹرائزڈ تxonah ایں بھی جاری ہوئی ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** پوائنٹ آف آرڈر پر پھر آپ آخر میں بات کریں۔ پہلے یہ لوگ اپنی بات پوری کریں۔

**ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:**

ابھی تو میں نے آدھا بول دیا، جب آپ نے اجازت دی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آخری میں آپ کہہ دیں۔

**ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:**

میرے خیال میں یہ ابھی ہو چکا ہے، قائد ایوان بیٹھے ہوئے ہیں اسلئے میں ان کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں ایسا نہ ہو کہ اٹھ کے وہ چلے جائیں۔ تو اسلئے میں کہتا ہوں کہ چونکہ ان کی بہت بڑی تعداد ہے 60.70 فیصد over age ہونے والے ہیں۔ اب انکے متعلق ایک سمری بن چکی ہے شاید ان کو ملازمت سے فارغ کر دیا جا رہا ہے۔ اسلئے میری جام صاحب سے اپیل ہے کہ ان کی جو سمری ہے اس وقت چیف سیکرٹری کے پاس ہے۔ اس کو دیکھ لیں اور ان کے مسئلے پر ہمدردانہ غور کریں۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے تقریباً 3 سو کے قریب گھرانے ہیں جن کا گزارہ اسی سے ہوتا ہے، اسلئے اس اہم مسئلے پر ان ملازم میں کیلئے کچھ کیا جائے یا کوئی کمیٹی بنائی جائے۔ بہت مہربانی۔

(اس مرحلے پر چیئرمین میر یونس عزیز زہری صاحب صدارت کی گرسی پر منسکن ہوئے)

**جناب چیئرمین:**

بھی اسد صاحب۔

**میر اسد اللہ بلوچ (وزیر حکومتہ خوراک، سماجی بہبود اور نان فارمل ایجنسی کیشن):**

بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جس قرارداد کی روح اور متن پر ساتھیوں نے اچھے انداز میں تفصیلی اظہار کیا جناب اسپیکر صاحب! اس میں کوئی شک نہیں کہ بلوچستان کی سرزی میں اور اسکی معدنیات نہ کسی سردار کی ہیں نہ کسی نواب کی اسکے اصل وارث اس سرزی میں کے غریب لاچار اور مسکین عوام ہی ہے۔ اس قرارداد کی روح کو صحمند کرنے کی خاطر، یچھلی قراردادوں کو جب میں دیکھتا ہوں بہت دُکھ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے، میں سیکرٹری اسمبلی کے پاس گیا پچھلے پانچ سال کی قراردادوں کے کافی ریکارڈ میں نے نکالے ہیں۔ مجموعی طور پر 120 قرارداد اس ایوان میں، اس اسمبلی نے، دانشوروں نے، اچھے پارلیمنٹریز نے پاس کی ہیں، کسی ایک پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ اس قرارداد کے ہم حق میں ہیں کیونکہ یہ بلوچستان کے بارے میں ہے۔ لیکن جنہوں نے بلوچستان کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں چاہے وہ قوم پرست تھے یا وفاق پرست تھے، ہم ان تمام معابر ہوں کو اپنی

پارٹی کی جانب سے، بلوچستان کے عوام نے جو، میں دولاکھوڑوں کا مینڈیٹ دیا ہے، ان کو ہم رد کرتے ہیں۔ اسلئے کسی نے اپنے مفادات، کسی نے اپنا علاقہ، کسی نے اپنی تحریک، کسی نے اپنی دولت بڑھانے کی خاطر جو انہوں نے کی ہیں، اس کی ذمہ دار یہ اسمبلی ہے جو اس وقت بیٹھی ہوئی ہے اس نیت کے ساتھ کہ اس کو پوسٹ مارٹم کر کے ایک نئے عمرانی معاهدے کے تحت بلوچستان کی دولت اس کا سرمایہ بچانے کی خاطر ہمیں ایک ہونا پڑتا ہے۔ جناب اسپیکر! کھویا ہے ہم نے بہت، پانے کیلئے پوری کائنات باقی ہے۔ لیکن کسی نے خوب کہا ہے:

ع کچھ لٹا کے اگر ہوش میں آگئے پھر بھی صحیح۔

بہت کچھ کھویا، ہم اپوزیشن کے ساتھ ہیں لیکن تمام معاملوں کو، میں جام صاحب سے request کرتا ہوں اس فور کے توسط سے کہ جتنے بھی معاملے ہوئے ہیں، کابینہ میں لے کر کے آئیں اس پر تفصیلی اور ایک جامع انداز میں بحث کی جائے اگر ضرورت محسوس ہوئی تو اپوزیشن کے ساتھیوں سے بھی مدد لی جائے۔ اور ایک جامع اور بہتر قانونی جو experts ہیں اُنکے ساتھ ملکر اسلام آباد میں اپنا کیس بہتر اور خوبصورت طریقے سے لڑیں۔ اور ہم اپوزیشن کی ہروہ تجویز جو اس سرزین کے یہاں کے عوام کی بھلائی کی خاطر ہو، ہم اُسکے ساتھ ہیں۔ جناب اسپیکر! معاملے ہوئے ابھی ریکوڈ کا، اُس روز بھی میں نے کہا۔ وہ ہم دے رہے ہیں سعودی کو، کہیں تیل کی جگہ ضمانت کریں، ریکوڈ ک دے دیں، کہیں گواہ کو بھی کسی جگہ گروئی رکھ دیں۔ ضرورت یہ ہے کہ ہم وہ کام کریں جو یہاں کے عوام کے بنیادی مفاد میں ہوں۔ ابھی تک اس حکومت میں کوئی ایسا blame نہیں ہے۔ اس نے ایسا کوئی کام نہیں کیا اور آنے والے وقت میں ہم چاہتے بھی ہیں کہ جب یہ پانچ سال پورے ہوں گے۔ ہم اپنی ٹیم کے سربراہ کے ساتھ یہاں سے سفر ہو کر کے عوام کے پاس جائیں۔ اور یہی کریئنگ انشاء اللہ انہی الفاظ کے ساتھ مہربانی جو آپ نے ہمیں سننا۔

جناب چیرمین:

جی بلیدی صاحب! مختصر الفاظ میں اپنی بات کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر اطلاعات و قانون و پارلیمانی امور):

جناب اسپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ ثناء صاحب کی قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے۔ بلوچستان کا شروع دن سے یہی رونارورہا ہے کہ ہم اپنے ساحل اور سائل کو کس طرح protect کریں اور ان کو کس طرح بلوچستان کے لوگوں کے لیے استعمال کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے

جنئے بھی معاملات ہوئے ہیں وفاق نے یا صوبے نے کیے ہیں، اس میں آئین قانون اور لوگوں کے مفادات کو مدنظر نہیں رکھا گیا ہے تو اسی وجہ سے آج جو ہمیں مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جہاں تک ریکوڈ کی بات ہے یہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے اب یہ معاملہ عالمی عدالت میں چلا گیا ہے وہاں گورنمنٹ آف بلوچستان کو penalty پڑھی ہے اگر معاملہ ٹھیک ہوتا تو آج ہمیں penalty نہ پڑتی۔ بے شک ہماری پچھلی حکومتوں نے ان چیزوں کا خیال نہیں رکھا تھا۔ لیکن جو ہماری حکومت بنی ہے ہماری پارٹی کے منشور میں بھی یہی ہے کہ ہم بلوچستان کے سائل اور وسائل کا ہر ممکن اور ہر صورت میں دفاع کریں گے۔ جناب اسپیکر! شنید میں بھی ہے کہ یہ پچھلی حکومتوں نے جتنی مائزائیڈ منزراز lease کی ہیں، انہوں نے مائزائیڈ منزراز کی پالیسی کو follow نہیں کیا ہے۔ میں اس قرارداد کے حق میں ہوں اور میں یہ گزارش کروں گا آپ سے اور قائد ایوان صاحب سے کہ وہ ایک کمیٹی بنائیں جو ان معاملات کو دیکھے اور وہ ساری جو lease land ہوئی ہیں مائزائیڈ منزراز کے ڈیپارٹمنٹ میں انکو بھی دیکھے کہ آیا وہ اس پالیسی کے تحت ہوئی ہیں یا ان میں irregularity ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں لوگوں کے بھی right کو مدنظر رکھا گیا ہے یا صرف انکونواز نے کے لیے لوگوں کو دیے گئے ہیں۔ تو میں اس قرارداد کے حق میں ہوں اور میری گزارش ہے آپ سے اور قائد ایوان صاحب سے کہ جی اس پر اسے میں جو اس کو باریک بنی سے دیکھے۔ شکریہ۔

**جناب چیرمین:**

شکریہ بلیدی صاحب، جی عبدالواحد صدیقی صاحب۔

**جناب عبدالواحد صدیقی:**

اسپیکر صاحب! جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے میرے خیال میں جو اہمیت بلوچستان کے حوالے سے اس قرار دکی ہے شاید کسی اور کسی ہو۔ جو معاملات گزشہ حکومتوں نے مائزائیڈ منزراز کے حوالے سے کی ہیں، وہ ماورائے آئین ہوئے ہیں لہذا جو 2017ء کے معاملے ہیں، جس طرح ثناء بلوج صاحب نے اس معاملے کو بھی پڑھا وہ ماورائے آئین ہے اسکو منسوخ کر کے ایک نیا معاملہ سیند ک اور ریکوڈ ک کے حوالے سے کیا جائے۔ باقی جہاں تک ہمارے ان خزانوں کا تعلق ہے، پورے بلوچستان کو اللہ پاک نے معدنیات سے بھرا رکھا ہے۔ لیکن آج تک جتنی بھی حکومتیں گزری ہیں کسی ایک نے بھی اس پر سنجیدہ غور نہیں کیا تھا۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر اسکو سنجیدہ لیا جائے تو ایک سال کے اندر اندر بلوچستان کی تمام غربت ختم ہو جائے گی۔ آپ کی ایک کروڑ میں لاکھ آبادی میں صرف بیس لاکھ بندے جو اس وقت برسر روزگار ہیں۔ اگر اس شعبے کو سنجیدہ لیا جائے

اسکو monitor کیا جائے، حکومت وقت صرف اسکو توجہ دے تو میرے خیال میں بلوچستان میں ایک آدمی بھی بیروزگار نہیں ہوگا۔ آپ کے وڈھ سے ٹوپ تک، چمن سے ہرنائی اور شاہرگ تک تمام جتنے بھی پہاڑ ہیں اللہ پاک نے ان کے اندر مختلف قسم کی معدنیات سونا، چاندی، تابا اور iron رکھی ہیں۔ ہمارے پہاڑخراںوں سے بھرے پڑے ہیں الہذا آج تک جو ماٹنگ کا سٹم ہے جس طرح اپنی مدد آپ کے تحت لوگ ماٹنگ کر رہے ہیں ان بیچاروں سے آپ پوچھیں کہ ان کی کیا درگت بنی ہوئی ہے؟ جو تھوڑے بہت پیسے رکھتے ہیں وہ جا کر ماٹرز شروع کر جاتے ہیں لیکن حکومتی سرپرستی اُنکو نہیں ہوتی۔ نہ road approach وہاں بنائے جاتے ہیں، نہ بھلی وہاں تک پہنچائی جاتی ہے اور نہ اُس ماٹرز اوزر کو کوئی relief ملتا ہے۔ دنیا جہاں میں آپ دیکھیں جو طریقہ ماٹرز اینڈ منزرا کا ہے، حکومت وقت آسان طریقے سے اسکو بلا سود فرضے دیتی ہے۔ اُن کو جوشینی کی ضرورت ہوتی ہے وہ مہیا کی جاتی ہے اور اُن کے ساتھ باقاعدہ ایک معاهدہ کیا جاتا ہے کہ جب تک آپ کی پروڈکشن شروع نہ ہو تک حکومت اُسکی مدد کرتی ہے۔ پروڈکشن شروع ہونے کے بعد اُس میں بھی سب پروڈکٹس اُن سے نہیں لی جاتی بلکہ اُس میں کوئی پانچ، دس فیصد رکھ کر اُن سے وہ قرضہ بھی recover کیا جاتا ہے۔ اور اُس کی مالی مدد بھی کی جاتی ہے اور وہ اپنے آپ کو بھی بچالیتا ہے اور آپ کو بھی revenue دیا جاتا ہے۔ الہذا اس شعبے کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ بلوچستان کے تمام پہاڑ جتنے بھی ہیں اللہ پاک نے معدنیات سے بھرے رکھے ہیں۔ حکومت اسکو سنجیدگی سے لے جو لوگ اس شعبے میں موجود ہیں اُنکی صحیح سرپرستی کی جائے، ٹیکنیکل بندوں کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس کو سنجیدگی سے لے۔

**جناب چیرمن:**

صدیقی صاحب! اپنی بات تھوڑی مختصر کر دیں تاکہ قرارداد کی طرف آئیں۔

**جناب عبدالواحد صدیقی:**

ان rules کو strengthen کر دیں اور آئندہ کے لیے جو ماٹرز اوزر ہیں اُنکے لیے بھی بلوچستان حکومت کے لیے بھی اور بیروزگار نوجوانوں کو روزگار دلانے کے لیے بھی کوئی نیا معاهدہ تیار کر دیں۔ میرے خیال میں انشاء اللہ اگر صرف اس ایک ہی شعبے کو لیا جائے تو بلوچستان میں کوئی بندہ بیروزگار نہیں ہوگا بلوچستان تمام صوبوں سے مالا مال ہوگا۔ شکریہ۔

**جناب چیرمن:**

شکریہ صدیقی صاحب! آپ نے اچھی بات کی۔

**جناب احمد نواز بلوچ:**

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قرارداد جو شاء بلوچ نے سیندھ پروجیکٹ کے حوالے سے پیش کی ہے میں اُس کی مکمل حمایت کرتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ قائد ایوان ایک responsible وزیر اعلیٰ ہوتے ہوئے انکا یہ حق نہ تباہ ہے کہ وہ بلوچستان کے جتنے بھی پرانے معاہدات ہیں اُن کو اسمبلی میں ٹیبل کریں یا اُن کو اسمبلی میں پڑھیں۔ اس کے علاوہ اگر یہاں سے ایک کمیٹی بنتی ہے خذب اخلاف اور حزب اقتدار سے تو اس کمیٹی کو وہ اختیار دیا جائے تاکہ وہ مرکزی حکومت میں جو معاہدے ہوئے ہیں انکی اچھی طرح سے جانچ پڑتاں کرے۔ اس کے علاوہ قلات میں جیسے میر اختر حسین بھائی نے کہا کہ ہر بولی ایک تاریخی مقام ہے اُس میں جو نپر کے درخت ہیں، پانچ سو سال سے زیادہ اُن کی عمر ہے، انکو بے در لغ کا ناجار ہا ہے اس کا بھی نوٹس لیا جائے۔ اس کے علاوہ بولان میں تحصیل مچھ کے علاقہ کرتہ میں تیل اور گیس کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔ تو اُس میں جو پرانی روایات ہیں جو آئین کا حوالہ دیا گیا ہے جس سے آئین کی violation ہوئی ہے۔ تو ایک مہینہ ہو رہا ہے کہ یہ تیل اور گیس دریافت ہوئی ہے۔ تو اسیں بھی یہی عذر پایا جا رہا ہے کہ مقامی لوگوں کو مکمل نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ کمشنر اور ڈپی کمشنر کے through اُن علاقوں کو وہ گورنمنٹ کی ملکیت show کر کے تیل اور گیس کے جو ذخائر ہیں وہ ان لوگوں کا حق بنتے ہیں، وہاں سے لوگوں کو بے دخل کیا رہا ہے۔ اس کے علاوہ میں سیندھ پر آتا ہوں، جیسے شاء بلوچ نے detail سے کہا۔ میں اس ایوان سے ایک سوال کرتا ہوں کہ آج تک اُس علاقے میں کتنی یونیورسٹیاں، کتنے بوانزہائی اسکول کتنے گرلنڑیاں اسکول اور کتنے کالج بنے؟ یا اسکے کتنے ملازمین کو انہوں نے مستقل کیا یا ملازمین کے لیے انہوں نے کیا سہوتیں فراہم کیں؟ اور اُس علاقے میں جتنے بھی ہمارے tribes ہیں انکو کتنے ملکوں میں اسکالر شپ پر ٹینکنگ کیل ٹریننگ کے لئے بھیجا؟ تو میں اس ایوان کے آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں جتنے بھی معاہدے ہوتے ہیں اس میں ہماری صوبائی حکومت کا عمل دخل ہو۔ شکریہ۔

**جناب چیئرمین:**

شکریہ۔ آیا قرارداد منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

**جناب شاء اللہ بلوچ:**

شکریہ جناب چیئرمین! قرارداد کی منظوری کا۔ دیکھیں دو چیزیں تھیں جس طرح اسد صاحب نے بات کی اور کوئی پانچ سال کی قرارداد کا ذکر بھی کیا، اتنی سمجھیدہ قرارداد ہے۔ قرارداد صرف منظوری کے لیے پیش تو

کیا گیا ہے لیکن یہاں اس ایوان میں ہمارے حکومتی پیغام سے اور اپوزیشن سے کچھ تباہیز آئی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان پر قائد ایوان تھوڑی سی بات کریں کہ ہم نے یہی ذکر کیا کہ معاملے میں جو ستم ہے، چیزیں ہیں ان میں بھی بہت سے issues ہیں۔ تو ایک کمیٹی کی تجویز آئی ہے لہذا قائد ایوان صاحب اس پر دو الفاظ بولیں اور اس کے بعد اس قرارداد کو بھی منظور کریں اور اس پر کیا ایکشن لیا جانا چاہیے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں دیکھیں! جس طرح سردار صاحب نے کہا کہ ہم نے بالکل ابھی take-of کیا ہے، میں تو کہتا ہوں کہ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ نے ایک ایسی اسمبلی میں take-of کیا ہے جس میں ہم آپ کو بلوچستان کی تنکالیف اور دکھارے دکھارے ہیں۔ اور ہم آپ کی تھوڑی بہت بحثیت دوست راہنمائی بھی اس میں کر رہے ہیں کہ یہ ایکشن کا وقت ہے قرارداد میں ادھر پہلے بھی منظور ہوئی ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس ایوان سے کوئی آٹھ دس افراد پر مشتمل ایک کمیٹی ہو اور وہ سینڈک کا بھی visit کرے وہ ان معاملہوں کو بھی revisit کرے؟ ٹھیک ہے ہمیں تو دیے یہے constitutional expert اور legal expert کی ضرورت نہیں ہم پوری دنیا کو جا کر advise کر کے آتے ہیں لیکن پھر بھی اگر کچھ ضرورت ہے ہم کچھ legal اور technical experts سے advise بھی لے لیں گے۔ لیکن وہ کمیٹی بننی چاہیے کیونکہ یہ قوی ملکیت ہے اور میں نے پہلے عرض یہ کیا ہے کہ یہ ایک precedence ہے یہ لوگوں کے لیے اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے پوری دنیا کی نظریں لگی ہیں۔ اگر آج اس قرارداد کو ہم نے سنبھال گی سے لیا کمیٹی بنائی تو جو ریکوڈ کپرکل پرسون ہونے والی بات ہے، وہ اس پر بھی اسلام آباد اور اس کے جوآلہ کار ہیں ہمارے یوروکریٹس ہیں، officials ہیں وہ بھی سنبھال گی کا مظاہرہ کریں گے۔ ورنہ People will take us for granted. اُنکے خیال میں یہ بس تقریبیں کرتے ہیں بولتے ہیں معاملے پر کوئی ایکشن نہیں ہے۔ جناب! میرے پاس دو تباہیز ہیں آخر میں اُس وقت کیونکہ میں نے سمجھا کہ شاید دوست بات کریں گے، جن پر میں سمجھ رہا تھا شاید وزیر اعلیٰ صاحب بولیں گے۔ جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے صوبائی حکومت نے اس پر جو خامیاں کی ہیں، جو officials اُن میں ملوث ہیں۔ ایک یہ ہے کہ آپ صوبائی حکومت آپ کے پاس اختیار ہے کہ فوری طور پر یہ لیز آپ منسوخ کر دیں۔ دوسرا یہ ہے کہ ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کریں۔ کیونکہ اگر accountability نہیں ہوگی جو لوگ اس طرح کے معاملے کرتے رہے ہیں ہماری زندگی کے ساتھ ہماری مال ملکیت اور دولت کے ساتھ کھلیتے رہے ہیں وہ ابھی تک بیٹھے اگر ہوں گے اور کوئی اُس کے خلاف اگر کارروائی نہیں ہوگی یہ ایک اچھی بات نہیں

ہے۔ تیسری بات یہ تھی کہ سیندک کے لیے کمیٹی کی تشکیل ہونی چاہیے جو ان معاملوں کا جائزہ لے۔ اور باقی میری ایک اہم تجویز یہ ہے کہ سیندک کی عمر چار سال میں ختم ہونے والی ہے۔ ہمارے پاس بہت بڑا انفاراستر کچھ رہے۔ پرسوں ہم خصدار یونیورسٹی گئے تھے پورے بلوچستان میں 48 منزلاں ہونے کے باوجود بلوچستان میں ماں زایڈ منزلز کی ایک یونیورسٹی نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے ساتھ یہ ایڈیشن ہو کہ سیندک کا جوان فراستر کچھ رہے جو بھی وہاں available ہے کہ گورنمنٹ آف بلوچستان، سیندک میں بلوچستان ماں زایڈ منزلز یونیورسٹی کا اعلان کریں اسکے لیے یہاں سے فنڈ رخص ہوں اور ہمارے جو مستقبل کے بچے ہیں، وہ ماں زایڈ منزلز کے حوالے سے اسیمیں کرش کو سرنو، نومہینوں کی کریں۔ جو بیروز گارنجیز روزغیرہ بیٹھے ہیں تاکہ اگر ریکوڈ ک کامنوجہ آ رہا ہے تو سیندک میں ہماری یونیورسٹی سے نکلنے والے بچے ریکوڈ ک میں جا کے لگ سکتے ہیں۔ باقی وفاقی حکومت کے حوالے سے جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے کہ جو کمیٹی بنے گی، پھر اس کمیٹی کے تین، چار اور issues ہیں۔ میرے پاس تجویز ہیں وقت کی کمی ہے تو میں سمجھوں گا کہ قائد ایوان کی اسیمیں intervention، اُن کی رائے، اور اُن کی طرف سے ان کمیٹیوں کا اعلان تاکہ کم سے کم قرارداد کے ساتھ اسلام آباد کو بھی لگے کہ ہم نے خود بھی اپنے گھر میں جو کچھ ہمارے ساتھ زیادتیاں ہوئی تھیں، ہمارے officials نے کیے ہم اُن کے خلاف بھی کچھ active ہوئے ہیں۔ تو I think ا کہ ہماری قرارداد کی اہمیت بڑھے گی۔ اور ready am، ہم اپنے خرچ پر جائیں گے۔ حکومت بلوچستان ہمیں کچھ بھی نہ دے۔ ہم اسلام آباد میں بیٹھ کر اس قرارداد کو اپوزیشن اور حکومت اُنکے ساتھ مل بیٹھ کر بات کریں گے۔ کیونکہ یہ قرارداد دوسری قراردادوں سے مختلف ہے۔ اس پر عملدرآمد فیڈرل کی بنیت یا ایک executive order کے تحت پرائم منٹر سمیں ساری تبدیلیاں لاسکتا ہے۔

We don't need any constitutional amendment for this, for to have the Sandak, for the provincial right for us .

اپنے لیے، تو آپ کو constitutional amendment کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اسلام آباد میں رہے ہیں ہم نے سینٹ میں وقت گزارا ہے۔ We know the procedure تو اسکے لیے ہم جائیں گے، وہاں جو وفاقی حکومت میں اپوزیشن اور حکومتی اراکین ہیں اُن سے بات کر کے یہ order کے اپنے حق ملکیت کا، یہ ہم لاسکتے ہیں۔ لیکن We need a committee جو consensus کی بنیاد پر بنے۔ شکر یہ جناب چیئرمین۔

جناب چیرمین:

جی جام صاحب! اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

جامع کمال خان عالیانی (قائد ایوان):

جی بالکل۔ چونکہ اب قرارداد منظور ہو چکی ہے تو اس پر اتفاق رائے دونوں طرف سے تھی تو اسی نے مزید clarification کی کوئی ایسی گنجائش ہی نہیں ہے۔ کیونکہ جب بھی اپوزیشن کوئی قرارداد لاتی ہے اور اس میں اگر ٹریشری نہ خزر اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اس پر کوئی طریقہ کار ہونا چاہئے۔ تو پھر House of Assembly کی favour کرتی ہے۔ اس میں صرف دو تین چیزیں ہیں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ یہ سینڈک کا جواہری ممکنہ ٹھوڑا بہت جو میں بھی idea تھا کہ پہلی جو حکومت گزری ہے 2012ء میں۔ اور اس کے بعد جب انہوں نے اس میں extension کے حوالے سے، یہ باقاعدہ چیز آئی تھی۔ اس میں already میرا خیال ہے اس پر کچھ کمیٹی بھی بنی، وفاقی کمیٹی بھی بنی۔ صوبائی بھی بنی۔ اور یہ میرا خیال میں cabinet ہوا یا نہ ہوا اسکی clarity تک بہت زیادہ واضح نہیں ہے۔ ایک تو چونکہ کمیٹی کا کرننا اسمبلی کے اندر، وہ constitute کرنا اس کے اندر، وہ آذرا بیبل چیر کوئی بھی کمیٹی constitute کر سکتی ہے۔ یا تو وہ concerned جو آپ کی مانس زایندگی کی جو کمیٹی ہے یہ پورا subject اس میں بھی بیچھ سکتی ہے اور وہ کمیٹی اس پر debate بھی کرے اور اپنی سب کمیٹی بنائے۔ پوری کمیٹی اگر چاہے یا سب کمیٹی چاہے، پھر سینڈک کا بھی دورہ کر سکتی ہے اور دوسری جگہوں کا بھی ایک تو یہ تجویز ہے۔ تو میری تجویز آپ کو بھی یہی ہو گی ہاؤس میں کہ وہ جو مانس زایندگی کی جو آپ کی کمیٹی ہے اس کی functionality ایک تو آجائے۔ اور اس کے برعکس بھی اگر اسپیکر صاحب اختیار کرھے ہیں کوئی بھی کمیٹی بنانے کا، وہ کمیٹی بنائی جائے۔ کمیٹی review کرے اس میں جو بریف ہیں وہ اسکو ملیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اس خاص سینڈک والے issue کو cabinet کے اندر بھی لارہے ہیں اور اسکو پورا review کریں گے کہ اس کا status کیا ہے اس پر کیا decisions مانگے گئے تھے کیا اس پر ہونے ہیں تاکہ بلوچستان کے جو rights ہیں، ان سب کی باتیں، بالکل ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ ہم نے ایگر یمنسکر نے ہیں، بالکل کمرشل ایگر یمنس کریں اس صوبے کے لیے کریں ہر لحاظ سے کریں۔ لیکن ایسے نہ کریں کہ ہم بالکل اپنے خزانے اور اپنی معدنیات اور اپنی سب چیزوں کو نہ سمجھتے ہوئے ایسی چیزوں کی ترتیب میں دے دیں کہ جس کا صوبے کو فائدہ ہونہے اس گورنمنٹ کو نہ بلوچستان کے لوگوں کو۔ بالکل اسکے لیے لیکن

expertise کی ضرورت ہے۔ چاہے وہ ریکوڈ ک ہو، ریکوڈ پر بڑا clear decision کسی کا بھی ہو، decision حکومت بلوچستان اور بلوچستان کا ہے۔ کیونکہ اٹھار ہوئے ترمیم کے بعد interest کسی کا بھی ملک نے یا کسی بھی کمپنی نے یا کسی بھی ادارے نے اگر کوئی بات کرنی ہے کوئی اختیار ہے۔ اور اگر کسی بھی ملک نے یا کسی بھی کمپنی نے یا کسی بھی ادارے نے اگر کوئی بات کرنی ہے کوئی negotiations کرنی ہیں کوئی proposal دینی ہے تو اس کا سب سے فرست فورم حکومت بلوچستان ہے۔ اور اس کے بعد حکومت بلوچستان ان چیزوں کو اپنی cabinet میں decide کرتی ہے اور اس میں اگر بہت ساری چیزوں میں جہاں amendments کی ضرورت ہوتی ہے جو پرانے ایگر یمنٹس میں ان کی تبدیلی کے لیے اور جو اگر نئے بننے ہیں ان سب کے فورمز اسی صوبے سے ہونے ہیں۔ اور میرا خیال ہے یہ چیزیں آہستہ آہستہ بڑی clear ہو رہی ہیں کہ ہم نے باقاعدہ ایک writing as a Cheif Minister، چونکہ یہ سلسلہ اٹھا اور اس پر کچھ سیاسی لوگوں نے اس بات کا تاثر دینا چاہا کہ گورنمنٹ آف بلوچستان کو تو کوئی پوچھ ہی نہیں رہا۔ تو ہم نے بڑی clarification کی ہم نے کہا جی کہ ایک صوبے کے اٹاٹے کے اختیار کے حوالے سے اگر ایک صوبہ خود مختار ہے، اٹھار ہوئے ترمیم کے بعد حکومت بلوچستان اس کا اختیار رکھتی ہے ہمیں کسی کو جواز دینے کی ضرورت ہے نہ بات کرنے کی یہ ملکیت حکومت بلوچستان اور اس صوبے کی ہے اس کا فیصلہ جو بھی ہو گا وہ ہم کریں گے بلوچستان کرے گا۔ تو جس کو اگر interest ہے چاہے وہ بلوچستان کی کوئی بھی منزل ہو۔ تو اس حوالے سے جس طرح دوسری اسکیوں کے projects کے حوالے سے آتے ہیں، وہ بلوچستان تشریف لائیں اپنا proposal دیں۔ ان ساری چیزوں کو ہم پھر دیکھیں گے ہماری حکومت دیکھے گی اور پھر بلوچستان کے لوگ دیکھیں گے کہ آیا یہ ہمارے فائدے میں ہے یا نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں تھوڑی سی اپنی expertise بانی ہے۔ کیونکہ اسی طرح کا ایک معاملہ PPL کا بھی ہوا اسی طرح کا ایک معاملہ یہ سیند ک کا بھی ہوا اور اسی طرح ریکوڈ کا بھی ہوا۔ اور بہت سارے شاید ایسے بھی ہوئے ہوں گے جن کا ہمیں پتہ بھی نہیں ہے۔ تو کچھ تجاویز بڑی اچھی ہیں۔ ہمارے ایک کیبنٹ ممبر نے کہا کہ ہم ایک تو over-all-review بھی کریں گے کہ جتنے ایسے ایگر یمنٹس کی بنٹ نے یا گورنمنٹ نے کئے ہیں۔ کیونکہ یہ ایگر یمنٹس کو جب بہت غیر ذمہ داری سے دیکھا جاتا ہے۔ تو وفا قی سطح پر بھی بہت بڑے blunders ہو جاتے ہیں۔ اب وفاق نے جو بہت بڑے جیسے کے Turkish rental power plant کے اندر ایک relationship اسٹریلیا کے ساتھ تھا اور اسی طرح وہ صرف ایک شق کی وجہ سے جو ہمارا bilateral ایک

ترکی کے ساتھ تھا۔ تو ہم اس میں آ کر پابند ہو گئے۔ کیونکہ ان چیزوں کو بڑے غور سے دیکھنا ہوتا ہے۔ اور ہم اس کیلئے expectation جو ایک طریقہ کار ہے انشاء اللہ اسکو بھی بنائیں گے۔ کمیٹی بالکل فورم ہونی چاہئے وہ اس پر debate کرے کرے۔ حکومتی، اپوزیشن بخچر کی ٹوٹل صوابدید ہاؤس کے اپسیکر کی ہے وہ جتنی جلدی دے دیں۔ بالکل site پر بھی جانی چاہئے visit بھی کرنی چاہئے۔ یہ بھی اچھی formation تجویز ہے لیکن اسکو انشاء اللہ ایک پر اپر فورم کے تحت اگر ہم لاائیں، شروع سے ہی یہ بات چلی ہے کہ بلوچستان کے جو سب سے بڑے وسائل ہیں، انہی کے اوپر بلوچستان کی یونیورسٹیز اور ہماری جو academia ہے انکو بیس ہونی چاہئے۔ مائنر اینڈ منرلز کے حوالے سے subject wise experts شاید یہ BUITEMS (بیوٹیمز) میں ہے چھوٹا سا ہے لیکن subject-wise ہے۔ اس کو expedite کر کے ہم اگر خضدار یا سینڈک ہو یا کوئی اور ایسی جگہ ہو، ہم اگر یہ بنائیں تو یہ بلوچستان کا future چونکہ اس سے مسلک ہے اس کو بالکل کرنا چاہئے ہم اس بات کی تائید بھی کرتے ہیں انشاء اللہ کی بنیٹ بھی اس ایگرینٹ کو ریکوڈ ک کے بلکہ سینڈک کے حوالے سے منگوائے گی پورا review کرے گی۔ ساتھ ساتھ پھر آپ کی کمیٹی بھی جب بنے گی تو وہ بھی اپنی پوری رپورٹ ترتیب دے کے انشاء اللہ اس ہاؤس میں ٹیبل کرے گی اور پھر گورنمنٹ کو بھیجے گی۔ تو گورنمنٹ کے لیے اور آسانی ہو گی کہ جب ہم کی بنیٹ میں اسکو discuss کریں گے بہت ساری چیزیں ہمارے لیے بھی واضح ہوں گی۔ بہت بہت شکریہ۔

#### جناب چیری میں:

شکریہ جام صاحب۔ ملک صاحب! اس پر کافی بحث ہو چکی ہے کیونکہ یہ کافی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ بلوچستان کے مفاد میں اور بلوچستان کے حالات کے مطابق ہے، اسکے لیے کمیٹی بنائی جائے۔ تو میں جام صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ قائدِ حزب اختلاف سے ثناء بلوچ اور ٹریشوری بخچر سے جام صاحب مل کے ایک کمیٹی تشکیل دے دیں تاکہ وہ اس چیز کو دیکھے اور بلوچستان کے یہ جو مسائل ہیں اور ریکوڈ ک اور سینڈک کے تاکہ اس چیز کو مزید آگے لے جائیں اور بلوچستان میں بھی کام ہو سکے۔ جی قائد ایوان۔

#### قائد ایوان:

آزاد ایبل اپسیکر صاحب! میری ایک request ہو گی۔ میں نے ابھی سیکرٹری اسمبلی سے بھی ایک سوال کیا تھا نیشنل اسمبلی اور سینڈک میں Chief-Whip کا ایک عہدہ ہوتا ہے اپوزیشن سے بھی اور حکومت سے بھی ہوتا ہے۔ وہ ٹریشوری، اپوزیشن اور working with the Speaker Secretariat کے اندر

یہ ایک کو آرڈینیشن کا کام کرتے ہیں۔ کیونکہ بہت ساری چیزیں ایسی ہوتی ہیں جس پر لیڈر آف دی اپوزیشن یا لیڈر آف دی ہاؤس ہر چیز میں ملوث نہیں ہوتے وہ پھر Chief-Whip ہوتے ہیں۔ اپوزیشن بھی اپنا ایک یادو Chief-Whip بناتی ہے اسی طرح ٹریئری بخوبی بناتے ہیں۔ پھر اس طرح کے جتنے بھی issues ہیں، یہ ان کی responsibility بن جاتی ہے کہ وہ کو آرڈینیٹ کریں۔ چند نام وہاں سے چند نام یہاں سے پھر وہ آپ کے سیکرٹریٹ میں آپ سے کو آرڈینیٹ کرتے ہیں اور پھر ان چیزوں کا نوٹیفیکیشن ہو جاتا ہے۔ تو میں اسی لیے تھوڑی سی وہ clarification چاہتا تھا۔ لیکن شاید بلوچستان اسمبلی میں Chief-Whip کا کوئی concept ہی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نیشنل اسمبلی اور دوسری اسمبلیوں میں بڑا ضروری ہوتا ہے کہ آپ کچھ کو آرڈینیٹنگ ممبرز کھیں۔ بہت سارے مسائل جو ہاؤس کے ہوتے ہیں، ان کو سیکرٹریٹ کے ساتھ اور خاص کر اسپیکر صاحب کے ساتھ تعین کرنے میں، خاص کر کل کو جب آپ کمیٹیز بنائیں گے یہ آپ کو اس میں بھی مدد دیں گے۔ یہ حکومت کی طرف ہو جائے کہ ہماری طرف سے ایک یادو Chief-Whip کون ہوں گے۔ اور اسی طرح اپوزیشن کی طرف سے بھی، پھر یہ لوگ بیٹھ کے final consent لیکر آپ کے پاس وہ نام آئیں گے پھر آپ اسکی notify کریں گے جی۔

جناب چیئرمین:

جامع صاحب! اسمبلی کے rules میں Chief-Whip کی گنجائش نہیں ہے۔ میری رو لنگ یہ ہے کہ ایک چھ رکنی کمیٹی بنائی جائے۔۔۔ (مداخلت) ایک منٹ جی۔

میرا ختر حسین لانگو:

جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

میرا ختر حسین لانگو:

جناب! پہلے تھا جس میں شعیب نوشروانی صاحب کا نام تھا اور اس میں ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں کے نام بھی تھے۔ لیکن ابھی چونکہ اس وقت وہ بنے نہیں ہیں اس لیے آپ کی رو لنگ کے مطابق میری جام صاحب اور شاء بلوج سے request ہے کہ وہ بیٹھ کر ایک کمیٹی ہو، اس کو final کریں۔

جناب چیئرمین:

رولنگ میں نہیں ہے ویسے اگر بنایا جائے تو وہ اور بات ہے۔ میرے خیال میں بلوچستان کے مفاد میں

ہے، اگر کمیٹی بنائیں جام صاحب!

قائد ایوان:

جی بالکل، آپ تو کمیٹی ویسے کبھی بھی بناسکتے ہیں ہمیں پوچھے بغیر بھی بناسکتے ہیں۔ آپ کمیٹی کی notify کر دیں ٹریشوری پنجر کی طرف سے ہم نام دے دیں گے انشاء اللہ۔ اپوزیشن اپنی طرف سے نام دے دے۔ چار چار ہوں یا پانچ پانچ جس طرح کی بھی ترتیب ہو۔

جناب چیئرمین:

تین، تین کرتے ہیں چھ نام ہو جائیں۔

قائد ایوان:

بلکہ آپ زیادہ دے دیدیں، خواتین کا نام بھی ڈال دیں اُن کا بھی کم از کم کچھ کام ہو۔

جناب چیئرمین:

چار، چار کرتے ہیں۔ جی شناصر صاحب!

جناب شناصر اللہ بلوچ:

جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر شاید جام صاحب کا اور اپیکر صاحب! آپ کا شکر یہ کہ آپ نے کمیٹی بنانے کا اعلان کیا۔ صرف یہ ہے کہ جتنی بڑی کمیٹی ہوگی بعد میں کورم کا issue کبھی نہ آجائے۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہ چیز طوالت میں جائے۔ کافی چیزیں ہیں، مائز انڈ منز لز کی وجہ سے بڑی تیزی کے ساتھ بلوچستان میں۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین:

شناصر صاحب! چار چار بندوں کی کمیٹی بنائی جائے اور نام دیئے جائیں، یہاں سے بھی نام آئیں اور وہاں سے بھی۔

جناب شناصر اللہ بلوچ:

ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین:

اُس میں حکومت سے بھی اور اپوزیشن سے بھی ہوں۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئرمین! میں آپ سے request کرتا ہوں کہ آج کے اجنبذے

میں میری 25 ستمبر کی ایک تحریک التوا ہے جو مسلسل زیرالتوا ہے۔ آپ سے kindly request ہے کہ اس تحریک پر بچھلے اجلاسوں میں بحث ہونی تھی وہ نہ ہو سکی۔ kindly تحریک التوانمر 2 پر اگر آپ اجازت دیں کہ بحث شروع کر دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین:

آپ لوگ موقع دیں گے تو کریں گے۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

جی، جی تو آپ اس پر بھی بحث شروع کروادیں۔

جناب چیئرمین:

ثناء بلوچ کی قرارداد کو بھی منظور کیا جاتا ہے۔ اور کمیٹی بنانے کے لیے چار، چار کرنی کمیٹی، کل آٹھ بندے ہوں گے۔ نام پیشک چیئرمین دے دیں آٹھ ممبر ان ہوں گے، چار معزز اراکین اپوزیشن سے اور چار حکومت سے ہوں گے۔ تو یہ منظور ہو گیا لیڈر آف ہاؤس اس کے چیئرمین ہوں گے۔ جو کمیٹی ہو گی وہ اپنا چیئرمین ان میں سے ایک کو منتخب کر لے گا۔ ٹھیک ہے ان آٹھ بندوں میں سے کوئی چیئرمین ہو گا۔۔۔ (مداخلت) صدیقی صاحب! اس پر رولنگ آچکی ہے چار چار بندوں کی کمیٹی ہو گی اور وہ چیئرمین نام دے دیں گے۔ اُن میں سے کوئی چیئرمین ہو گا۔ تو اس کو نمائادیتے ہیں تاکہ آگے زیرے صاحب اور دوسرے بات کریں گے۔۔۔ (مداخلت) ٹھیک ہے ہم اس کو 9 رکنی بنائیں گے اُن میں سے ایک چیئرمین ہو گا۔ floor دونوں کے پاس نہیں ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ اس کو نمائادیتے ہیں۔ آگے کے لیے کہ آپ خود کہہ رہے ہیں کہ جی ہماری تحریک التوا ہے۔ جی ملک صاحب! بتائیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی:

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زمینداروں کے حوالے سے جو تحریک التوا ایوان نے منظور کی تھی اس پر بحث ہونی تھی لیکن اب تک وہ التوانہیں ہے۔ ہمارے ٹماٹر کا سیزن گزر گیا ابھی پیاز کا سیزن بھی تقریباً ختم ہونے والا ہے سب شروع ہو چکا ہے۔ قرارداد نمبر 3 ایوان نے منظور کر لی اس پر کمیٹی بھی بن گئی ہے۔ قرارداد نمبر 5 محرک ملک سکندر راس وقت موجود نہیں ہیں اس کو ڈیفیر کر دیں۔ قرارداد نمبر 6، پی آئی اے کے کرایوں سے متعلق ہے۔ میں request کرتا ہوں کہ سب سے اہم burning issue ہے اس وقت اگر آپ اس کو آگے لے جائیں گے اس وقت تک بیمار مر چکا ہو گا۔

**جناب چیرین میں:**

ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں کارروائی کو آگے چلنے دیں بعد میں اس پر بات کرتے ہیں۔  
قرارداد نمبر 5 ملک سکندر صاحب کی ہے۔ چونکہ محرک نہیں ہے لہذا قرارداد نمبر 5 کو ڈیفر کیا جاتا ہے۔  
قرارداد نمبر 6 محترمہ بشری رند صاحب کی ہے۔ لہذا وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

**ملک نصیر احمد شاہ ولی:**

جناب از مینداروں نے میرے خیال میں سو کے قریب میٹنگیں کی ہیں۔ آپ کی اسوقت منڈیوں میں۔۔۔۔۔

**جناب چیرین میں:**

ملک صاحب! ہم ضابط کے مطابق جائیں گے۔ جی بشری رند صاحب۔

### قرارداد نمبر 6

**محترمہ بشری رند:**

ہرگاہ کہ کوئی سے اسلام آباد، کراچی اور لاہور کے درمیان چلنے والی پی آئی اے اور دیگر ایئر لائنز کے کرایے ملک کے دیگر شہروں کے، خاص کر کراچی سے لاہور اور اسلام آباد کی بُنیت بہت زیادہ ہیں۔ جبکہ کراچی سے لاہور اور اسلام آباد کے درمیان فاصلہ اور دورانیہ زیادہ ہونے کے باوجود ان سیکھڑے کے کرایے بہت کم ہیں۔ اس امتیازی سلوک اور نا انصافی پر صوبہ بلوچستان کے عوام میں احساس محرومی پایا جانا جو کہ ایک فطری عمل ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ کوئی سے اسلام آباد، کراچی اور لاہور کے درمیان چلنے والی پی آئی اے اور دیگر ایئر لائنز کے کرایے فوری طور پر کم کرانے کیلئے عملی اقدامات کرے۔ تا کہ صوبے کے عوام میں پایا جانے والا احساس محرومی کا خاتمه ممکن ہو سکے۔

**جناب چیرین میں:**

قرارداد نمبر 6 پیش ہوئی۔ محرک اپنی قرارداد کی admissibility پر بات کریں۔

**محترمہ بشری رند:**

میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں جیسا کہ کوئی ٹوکرائی، کوئی ٹو لاہور اور کوئی ٹو اسلام آباد ہماری پی آئی اے کے کرایے fix نہیں ہیں۔ گیارہ ہزار سے شروع ہوتے ہیں جو تقریباً بیکمیں ہزار تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایک طرح

کی بلیک میلٹگ ہے۔ جو لوگ مجبوری کے باعث آخری ظالم پر ٹکٹ لیتے ہیں اپنے patient کو لے جانے کے حوالے سے یا کسی اور مجبوری کے تحت جانا ہوتا ان کو ایک طرح سے بلیک میل ہو کے یہ ٹکٹ خریدنے پڑتے ہیں جس کی بہت زیادہ قیمت ادا کی جاتی ہے یہ بھی ایک بلیک میلٹگ کا سٹم ہے میری request یہ ہے جیسے کہ پورے ملک میں یہ سٹم ہے کہ rates-fix کر دیئے گئے ہیں، اسلام آباد ٹوکرا پی، کراچی ٹولہ ہو رہا ہے کسی وقت بھی client جاتے ہیں اُن کے rates فکس ہیں بلکہ یہاں کے عوام کیلئے ظلم ہے کہ یہاں کے عوام جب بھی جانتے ہیں تو ایک الگ rate ان کو ملتا ہے۔ ایک شہری کو ٹکٹ ملتا ہے بارہ ہزار کا دوسرا شہری دو دن بعد جاتا ہے اُس کو زیادہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح سے Serene Air line وہ دس ہزار سے چھیس ہزار تک اُس کا کرایہ چلا وہی ٹکٹ ملتا ہے بیس ہزار کا۔ تو یہ ظلم ہے ایک request ہے کہ وفاق سے اس کو fix کرائے جائیں بلوچستان کے عوام کیلئے ایک آسانی پیدا کی جائے۔ کیونکہ غریب فیملیوں کیلئے بہت مشکلات ہیں باقی روڈ سفر اپنے patient کو لے کر جاتے ہیں تو پہنچتے پہنچتے اُن کا مریض expire ہو جاتا ہے۔ تو یہ ساری سہولیات ہمارے صوبے کے عوام کیلئے، جب عوام کیلئے یہ چیزیں مہنگی کر دی جائیں تو پھر عوام کیا کرے گے۔ اس پر ذرا نظر ثانی کی جائے۔

**جناب چیرمین:**

سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد منظور کی جائے؟ قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی جاتی ہے۔ بلوچستان کے مالی بحران کے تناظر میں این ایف سی ایوارڈ میں تاخیر اور وسائل کی تقسیم پر بحث۔ این ایف سی ایوارڈ پر جو جو اراکین بحث کرنا چاہتے ہیں وہ اپنानام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔

**میر عارف جان محمد حسنی (وزیر حکومت خزانہ):**

این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے بروز منگل فناں ڈیپارٹمنٹ میں ایک briefing دی جائے گی۔ اس کے متعلق جو بھی آپ سوال کریں گے وہاں اُس کا جواب دیا جائے گا۔

**جناب چیرمین:**

پہلے اس پر بحث کرتے ہیں جن معزز اکیں نے این ایف سی ایوارڈ پر بات کرنی ہے وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:**

اس سلسلے میں میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کیونکہ کل بھی اسمبلی کا اجلاس ہو گا۔ تو آج ہم نے ایک

اہم قرارداد پاس کی ہے جس طرح ملک نصیرشاہوی صاحب نے کہا کہ لاہور کی سبزی منڈیوں میں اس وقت پیاز، آلو، ٹماٹر اور سیب وغیرہ کا مسئلہ چل رہا ہے۔ اُس کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے آج بینک وہ والا اچنڈا پہلے لے آئیں۔ این ایف سی پر کل کے اجلاس میں بحث ہوگی۔ جس طرح میر عارف جان صاحب نے کہا ہم ضرور جائیں گے۔

**جناب چیئرمین:**

شناء صاحب! آپ اگر این ایف سی پر بحث کرنا چاہتے ہیں، کریں۔ نہیں تو آزیبل منظر نے جو کہا ہے۔ اگر اس سے اتفاق کرتے ہیں تو اُسی کو منظور کیا جاتا ہے۔

**جناب شناء اللہ بلوچ:**

جناب چیئرمین! نہیں نہیں، دیکھیں یہ جو issue ہے آج کا اخبار آپ نے پڑھا ہوگا۔ آج اسد عمر صاحب نے کہا ہے، انہوں نے صوبوں کو این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے خطوط لکھے ہیں۔ اور صوبائی حکومتوں نے ابھی تک ان کا جواب تک بھی نہیں دیا ہے۔ آپ کو پتہ ہے Constitutional کے آرٹیکل 160 کے تحت نیشنل فناں کمیشن یعنی وہ بہت ہی important issue ہے جو 2015ء کے بعد وہ constitute ہی نہیں ہوا۔ یہ جو PSDP، یہ جو پیک فنڈر، بلوچستان میں مال، دولت، پیسہ غریبوں پر خرچ کرنا، سڑکیں بنانا، تعلیم وغیرہ۔ ان سب کا تعلق برداشت این ایف سی، نیشنل فناں کمیشن سے ہے۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں اس پر بحث کریں گے۔ پچھلی حکومتوں نے، کیونکہ مجھے پتہ ہے، جو سیکرٹری صاحبان وہ ہمارے بھائی ہیں، دوست ہیں، جو بھی سیکرٹریٹ میں ہیں اُنکی briefing ہمیں مل گئی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ این ایف سی پر ایک تفصیلی بحث ہو اور وہ بھی تاریخی تناظر میں۔ جس طرح ابھی ہم نے سیندک کے حوالے سے کی ہے۔ این ایف سی، بلوچستان کے ساتھ زیادیتیاں ہوئیں۔ اور بلوچستان کے حوالے سے ابھی اگر ہم اپنا این ایف سی کا کیس لیکر جائیں گے تو ہمارے پاس کیا parameters اور کیا criteria ہوگا؟ اگر آپ ملک نصیرشاہوی صاحب کے اچنڈے کو اجازت دے دیں، پہلے وہ لے لیں یہ کل کے لئے اگر موخر کر دیں اور اگر آپ نہیں کرتے ہیں تو مجبوراً میں اس پر بحث شروع کر دوں گا جناب والا! آپ کی مرضی۔

**جناب چیئرمین:**

جی عارف جان صاحب!

**وزیر یحکمہ خزانہ:**

فیڈرل گورنمنٹ نے جو ہمیں letters بھجوائے ہیں میکنیکل ممبر کیلئے، انہوں نے کہا ہے کہ آپ select کر کے کوئی بھجوادیں وہ فائل ہماری بن گئی ہے انشاء اللہ عنقریب اُس پر فیصلہ ہو جائے گا۔ ایم پی اے صاحب اگر ایک دفعہ یہ کر لیں کہ اُن کی یہی بات آپ لوگوں کی طرف سے پچھلی دفعہ آئی تھی تو ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم آپ تمام معزز ارکین کو فائننس ڈپارٹمنٹ میں بلا کیں گے۔ اُس کے بعد اگر آپ لوگوں کی تسلی نہیں ہوئی پیش کر لیں۔ آپ لوگ بعد میں اس پر بحث کر لینا، ایک دفعہ وہاں آ جائیں۔ باقی اگر آپ بحث کرنا چاہتے ہیں پیش کر لیں۔

### جناب ثناء اللہ بلوچ:

جناب اسپیکر! شکریہ، میرے دوست عارف جان، فناں منظر نے جو بات کی ہم یہاں بحث نہیں کرنا چاہتے ہمیں تاریخی تناظر میں این ایف سی کو دیکھنا، بلوچستان کے مسائل کے اُسکے over all text میں ایک آپ کو، اور ہماری حکمت عملی کیا ہونی چاہیے، وہ یہاں بتانا چاہتے ہیں۔ ہم دس، پندرہ میں سالوں سے یہ Powerpoint presentation جو کہ سیکرٹری صاحبان کی، اسکا ایک خاکہ کہ انہوں نے ہمیں پیچ دیا ہے میری ٹیبل پر پڑا ہے کہ جی! 57.5 ہمارا صوبائی شیئر ہے۔ فیڈرل شیئر ہے۔ horizontal major criteria اس کی vertical distribution ہو گی۔ بلوچستان کو اتنا ملے گا۔ پاپلیشن inverse backwardness criteria کو بہت چھوٹا کیا ہے population کو۔ یہ چیزیں یہ ہے ایک mind set یوروکریسی، officials، وہ اس سے زیادہ تکلیف نہیں اٹھانا چاہتے دعویٰ نہیں کرنا چاہتے۔ اُن کو غربت، بلوچستان کے عوام کی تکالیف سے سروکار نہیں ہے۔ ہمارے پاس بلوچستان کے 21 کھرب، اور 7 کھرب کے الگ الگ کیسیں ہیں۔ ہمارے نیچرل ریسورسز کا ہے۔ ایریا کا ہے۔ اکنا مک پیپلشل کا ہے۔ سی پیک سے related جو ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اس دفعہ ایک نارمل NFC نہیں ہونا چاہئے۔ تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ NFC پر اس ہاؤس میں بہت خوبصورت تجارتی پر مشتمل بحث ہو جس کو آپ کے سیکرٹری صاحب یہاں آ کے سُنیں اور اُس کے بعد اس حوالے سے وہ اپنا بلوچستان کا کیس prepare کریں۔

### جناب چیئرمین:

ثناء صاحب! بھی تک کافی وقت ہمارے پاس ہے۔ آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں یا منظر صاحب کی بات پر اتفاق کرنا چاہتے ہیں؟

**وزیر ہجوم خزانہ:** جو تجویز ہوں گی وہ لی جائیں گی اگر آپ وہاں مطمئن ہوں گے، ٹھیک ہے۔ نہیں تو آ کر یہاں بحث کر لیں اس کے بعد وہاں مینگ ہو گی۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:**

اس کو جتنا طول دو گے اُتنا ہی ان لوگوں کا فقصان ہو گا۔

**جناب چیئرمین:**

آپ NFC پر بات کریں اس کے بعد زمینداروں کا مسئلہ ہے۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:**

کل یہ آپ کی اسمبلی کے سامنے بیٹھ کر احتجاج کریں گے وہ نہادیں گے۔ گزشتہ میرے خیال میں ریکوویشن اسی مقصد کیلئے بلا یا گیا تھا ایک PSDP، دوسرا زمینداروں کا مسئلہ تھا۔ ابھی روزانہ ایک قرارداد۔

**جناب چیئرمین:**

ملک صاحب! اسمبلی کے کچھ ضابطے ہیں ان کے مطابق چلیں گے۔ ایکنڈا میں پہلے NFC ہے اس پر بحث کریں اس کے بعد۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:**

آپ اس کو طول دے رہے ہیں۔

**جناب چیئرمین:**

طول نہیں دیں گے، آج اس پر بات کریں گے۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:**

میں احتجاجاً وَاكَ آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس دوران ملک نصیر احمد شاہوی اجلاس سے واک آؤٹ کر کے چلے گئے)

**جناب نصر اللہ خان زیرے:**

تحریک اتو نمبر 2 پر، زمینداروں کے مسئلے پر آپ بحث کریں NFC ایوارڈ پر گلے اجلاس میں بحث کریں گے۔

**جناب چیئرمین:**

سردار کھیت ان صاحب! آپ اور عبدالخالق صاحب دونوں جا کر ان کو منا کر لے آئیں۔ NFC پر

بحث نہیں کریں گے منشی صاحب کی بات سے اتفاق کریں گے، کیا کریں گے؟

جناب سلیم احمد خان حوسہ (صوبائی وزیر):

اپوزیشن والے اُس کو منا کر لائیں، یہ پہلی مرتبہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اپوزیشن کا ایک معزر کن واک آؤٹ کر کے چلے گئے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:

ایجنسڈا کے آئینہ نمبر 6 کو پہلے لے آئیں۔

جناب چیئرمین:

دیکھیں! ہم اسمبلی کی کارروائی ضابطے کے مطابق چلاجیں گے۔ اگر ہر ایک کی فرماش پر چلاجیں جیسے آپ نے آئینہ نمبر 6 کا کہا پھر کوئی 5 کا کہے گا۔

جناب چیئرمین:

زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میرا سداللہ بلوچ (صوبائی وزیر):

اپوزیشن کے ساتھی اپنی ہی قرارداد کے خلاف واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ ثناء صاحب سے request ہے کہ اُس کو منا کر لے آئیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جناب چیئرمین! معزر کن نے ایک چھوٹی سی request کی ہے، اگر آپ اُس request کو entertain نہیں کرتے یا اُس کو پورا نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین:

ثناء صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جناب چیئرمین! اس پر آپ نے رونگ یہ دینی ہے کہ NFC سے جو متعلق ہے۔ ابھی اسکی ایک وجہ ہے پرسوں ترسوں یہاں کیبنٹ کا اجلاس ہونا ہے فیڈرل کیبنٹ کا، پرائم منشی صاحب آر ہے ہیں۔

جناب چیئرمین:

ثناء صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ملک صاحب! شکریہ آپ واپس آگئے۔

(ملک نصیر احمد شاہوںی واک آوث ختم کر کے دوبارہ ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب چیئرمین:

اگر وقت بجا تو NFC پر بعد میں بات کریں گے۔ پہلے زمینداروں کے مسائل اور سرحدی علاقوں سے غیر قانونی عملدرآمدات کی روک تھام پر بحث کریں گے۔ جی ملک نصیر صاحب!

ملک نصیر احمد شاہوںی:

شکریہ۔ جناب اسپیکر! میرے خیال موجودہ جو ریکوزیشن بلایا گیا ہے اس میں ایک پی ایس ڈی پی دوسرا زمینداروں کے مسائل تھے۔ اس وقت سرحدست جو ہمسایہ ممالک سے سیب، پیاز، ٹماٹر اور دوسری سبزی اور فروٹ پاکستان کی منڈیوں میں آرہے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس میں کوئی مشکل نہیں کہ بلوچستان کی جو معیشت ہے وہ زیادہ زراعت کے حوالے سے جانی جاتی ہے اور 80% لوگوں کا ذریعہ معاش زمینداری یا گله بنی ہے ہم اپنے ملک میں وافر مقدار میں سیب، انگور، پیاز، ٹماٹر، کھجور اور بہت سارے پھل اور سبزیاں خود پیدا کرتے ہیں۔ جب منڈیوں میں ان کی قیمتیں نہ ہوں تو وہ گل سڑھ جائیں گے، ایسے عالم میں باہر کے ملکوں سے، ایک تو قانونی طریقہ کا رہتا ہے جس کو آپ امپورٹ پر مٹ دیتے ہیں جو امپورٹ کرتا ہے لاتا ہے وہ ایک قانونی طریقہ کا رہے۔ بدستی یہ ہے کہ آپ کی سرحدیں کھلی ہوئی ہیں پنجگور کے راستے چند منگرزاں، آج بھی میرے خیال میں پچاس سو کے قریب زمیندار ان کی میٹنگ ہوئی میرے پاس آئے کہ روزانہ کے حساب سے ہمارے کروڑوں روپے کے نقصانات ہو رہے ہیں۔ لاہور کی صرف ایک منڈی میں ہمارے سیب کی ستر لاکھ پیٹیاں استور میں پڑی ہوئی ہیں اور روزانہ حساب سے کراہی دیتے ہیں۔ اس وقت منڈی میں ان کی قیمتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جناب اسپیکر! آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بلوچستان بارہ لاکھن کے قریب سیب، چار لاکھن کے قریب انگور، پندرہ لاکھن کے قریب ٹماٹر، چار لاکھن کے قریب کھجور پیدا کرتا ہے۔ جب ہم نے ریکوزیشن بلایا، زمینداروں کی ایک بہت بڑی تعداد نے جناب قائد ایوان سے بھی ملاقات کی کابینہ کے بہت سارے دوست بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے جن خدشات کا اظہار کیا میرے خیال ایک مہینہ گزر چکا ہے۔ قلعہ سیف اللہ کے زمینداروں نے بطور احتجاج ٹرکوں کے حساب اپنے ٹماٹروں کی روڑوں پر پھینک دیے۔ اب ٹماٹر کا سیزن گزر چکا ہے ان کو جتنا نقصان ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ پیاز ایک مہینے سے شروع ہے گزشتہ دنوں ہم پارٹی کے حوالے سے ایک دورے پر خضدار گئے تھے راستے میں منگر کے مقام پر زمینداروں نے کہا کہ ہماری پیاز تین سے چار سو روپے تک لاہور کی منڈیوں میں بک رہی ہے ہماری اس پیداوار کی کاسٹ آف پروڈکشن بھی نہیں

ہے۔ جب ہمارے زمیندار سارا سال محنت کرتے ہیں اور ایک ہی سیزرن ہوتا ہے اور وہ منڈی والوں کے بھی قرضدار ہیں کھادو والے اور جزل استھرو والوں کے بھی قرض دار ہیں۔ آج وہ اگر اپنا مال اس منڈی میں لے جاتا ہے اور اس کو کچھ نہیں ملتا تو اس زمیندار کا کیا حشر ہوتا ہے۔ تو جناب اسپیکر! میرے خیال میں یہ گنے پھنے پندرہ بیس لوگ ہیں یہ غیر قانونی طور پر ایران اور افغانستان سے سبزیاں اور فروٹ لاتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہمارے بارڈروں پر تھوڑی سختی رہی تو یہ چیزیں براستہ طور ختم آتی رہیں۔ بڑے بڑے کنٹیز جو چالیس فٹ لمبے ہوتے ہیں بھرے ہوتے ہیں یہ منڈیوں میں دن کو داخل ہوتے ہیں مختلف چینوں سے گزر جاتے ہیں۔ آخر یہ ایک ملک ہے آپ ایک کلوٹماڑیا ایک کریٹ سیب ایران لے جائیں بارڈر پرسپ سے پہلے آپ سے امپورٹ پرمٹ طلب کریں گے کہ آپ میرے ملک میں جو چیز لارہے ہیں اس کا آپ کیسا تھا امپورٹ پرمٹ ہے کہ نہیں اس کے بعد پھر اس بارڈر پر بیٹھے، ایک سٹرپکلیٹ جو ہمارا ملک ایشتو کرتا ہے اور وہاں سے وہ بھی ان کو ایک سٹرپکلیٹ دیتے ہیں۔ تو بہت سارے ایسے ریکواڑمنٹ ہیں کہ جو ایک ملک سے دوسرا ملک کے اندر، ان سبزیوں اور چلوں کے اندر مختلف بیماریاں بھی ہوتی ہیں۔ چند سال پہلے آپ کا کینو ایران جایا کرتا تھا آج اس پر کیوں بندش ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس کے اندر کوئی بیماری ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کے اپنے ملک میں بھی ایک بہت بڑی پیداوار کینو کی ہو رہی ہے۔ لہذا آپ کے کینو پر ایک بہت بڑی بھاری ڈیوٹی لگا کر آپ کو وارہ نہیں کھاتا کیونکہ وہاں غیر قانونی راستے نہیں ہے کہ آپ اس طرح ان کے ملک میں کنٹیز داخل کریں۔ آپ کا آم وہاں جایا کرتا تھا اس کے اندر بھی ایک ایسا کیٹر اپایا جاتا ہے انہوں نے کہا کہ اس آم کو اگر آپ لاوے گے تو اس کو بائی روڈ نہیں بائی سمندر ریفر بیکٹر کنٹیز میں لاوے گے تاکہ اس کے اندر جو کیٹر اپایا جاتا ہے وہ اس ریفر بیکٹر کنٹیز میں پندرہ دن کے اندر مر جاتا ہے اس کے بعد پھر ہمارے ملک میں، وہاں تو سختی ہے جناب اسپیکر! لیکن بدقتی یہ ہے کہ آپ کے ملک میں ہر چیز ہے۔ آج دنیا فوڈ سیکورٹی کے بارے میں سوچ رہی ہے آپ کے زمینداروں نے مستونگ اور قلات کی روڈوں پر اپنی پیاز کس لئے جلائی۔ آپ کے زمینداروں نے وہاڑی میں اپنی گندم کسی لئے جلائی۔ آپ کے زمینداروں نے اسی قاععہ سیف اللہ کے اندر اپنا ٹماڑکس لئے جلایا۔ مجبور ہو کر یہ کام کرتے ہیں اور میں آپ کو حلفاً کہتا ہوں کہ روزانہ کے حساب سے نہ صرف زمینداروں کے کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے بلکہ وہ تیکس اگر قانونی طریقے سے کوئی چیز کسی غیر ملک سے آجائے وہ سمجھنگ کے ذریعے اس ملک کا بھی نقصان ہو رہا ہے۔ اور میں اسی فورم پر یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ گز شتہ پانچ چھ سالوں سے مسلسل یہ پیکیش ہوتی جا رہی ہے۔ یہاں ہوم مفسٹر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن وہ گپتیں کر رہے ہیں ان سے یہی گزارش ہے کہ وہ سینیں اور ان سیکورٹی

اداروں سے کم از کم کہیں کہ ہمارے صوبے میں یا ہمارے ملک میں کس طرح غیر قانونی طور پر اتنی وافر مقدار میں پھل اور سبزی آتی ہے وہ اس کونوٹ کریں اور پھر ہم اس اسمبلی کے اندر رزلٹ دے دیں۔ لیکن میں آپ سے حقیقتاً کہتا ہوں میں جناب قائد ایوان کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے زمرک خان کی سربراہی میں زمینداروں کی ایک کمیٹی بنائی۔ لیکن میں ان سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ اس کا جلد سے جلد نوٹیفیکیشن ہونا چاہیے۔ تو ہم اس کو کامران منسری بھی لے جائیں گے اور اس کے لئے مستقل بنیادوں پر سوچا جائے۔ آج اگر ہم اپنے زمینداروں کو اس طرح ماریں گے تو پھر آنے والے دنوں میں شاید ملکی ضروریات میرے خیال میں پیاز کے حوالے سے آٹھ، نو مہینے تک پوری نہ ہوں، ٹماٹر کے حوالے سے بھی اسی طرح ہے۔ سیب صرف بلوچستان میں ہوتا ہے انکو راسی بلوچستان میں ہوتا ہے یہ تمام چیزیں اور تمام پھل اور فروٹ میں آج اس لئے تھوڑا سا آپ سے ناراض ہوا آپ پوکنکہ ہماری اپوزیشن کا حصہ بھی ہیں لیکن یہ ایک برنگ ایشو ہے۔ اس میں جب آپ اپنے زمینداروں کا روزانہ کے حساب سے کروڑوں روپے کا نقصان کرو گے۔ مریض جس کو آسیسٹنٹ لگ چکی ہے اور وہ بستر مرگ پر ہے آپ اس وقت اس کی ٹریمنٹ نہیں کرو گے جب وہ مر جائیگا اس کے بعد چاہیے ایک ڈرم دوائی اس کے منہ میں ڈالو پھر بھی شاید اس کی زندگی نہ رہے۔ تو یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس پر قائد ایوان بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان کی ہمیں مدد کی ضرورت پڑی۔ ان سے بھی ہم لوگ یہی گزارش کرتے ہیں خود بھی زمیندار ہیں۔ ان کے علاقے میں بھی بہت بڑی زمینداری ہوتی ہے میں آپ لوگوں کا زیادہ ثانم نہیں لوں گا۔ انہی الفاظ کیسا تھکہ کہ آپ نے موقع دیا اور اس اہم مسئلے کو حل کی طرف لے جائیں۔ شکریہ۔

**جناب چیئرمین:**

شکریہ ملک صاحب۔ جی مٹھاخان کا کڑ صاحب۔

**جناب مٹھاخان کا کڑ:**

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اپنے جتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں سارے یہ بات غور سے سنیں۔ چار سال میں نے اپنے ہاتھوں سے زمینداری کی ہے اور ایک سال میں نے فصل لگائی وہ نقصان میں چلی گئی۔ دوسرے سال لگائی جتنے پیسے لگائے تھے وہ سارے ملے۔ اسی طرح چار سال میں نے زمینداری کی اور نقصان اٹھایا۔ پھر میں نے فیصلہ کیا کہ زمینداری نہیں کروں گا۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے روزی بھی دی اور اسمبلی میں بھی بیچجا۔ ان زمینداروں سے میں کہتا ہوں کہ اللہ پر بھروسہ کریں ایک تو آپ کا پانی بارہ سو فٹ سے نکلتا ہے دوسری طرف جب ہماری فصل ہمارے پھل تیار ہوتے ہیں تو ایران اور افغانستان سے آنا شروع ہو جاتا ہے تو

یہاں لوگ بے چارے اسکا خرچ پورا نہیں کر سکتے۔

(اذان-خاموشی)

جناب چیری مین:

جی مٹھا خان کا کڑ صاحب۔

جناب مٹھا خان کا کڑ:

میں سب زمینداروں کو یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہمارے ژوب میں ایک قوم ہے شیرانی، ان کا پیشہ زمینداری ہے یہ لوگ پہاڑوں میں رہتے ہیں لیکن آج کل وہ باہر چلے گئے ہیں ژوب کا آدھا بازار ان کا ہے۔ میں سب کو یہ اعلان کرتا ہوں کہ لوگ اس پر خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں مفت سیب اور ٹماٹر مل جائے۔ میں سب سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے سارے باغات نکال لیں آئندہ کیلئے ٹماٹرنہ لگائیں ساری سبزی ختم کرو اور اللہ سے مانگو تاکہ ان کو پتہ چل جائے ایک کلو پانچ سورو پے میں ملے گا پھر ان کو احساس ہو گا۔ یہ بات میں آپ سے کہو گا کہ سب زمینداروں تک میری بات پہنچانا ہے کہ سارے باغ نکال لیں۔ بارہ سو فٹ سے پانی نکالنا اس کی کوئی آمدن نہیں ہے۔ میں خود زمیندار رہ چکا ہوں لیکن اس کو نکالنا چاہیے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ آئندہ کیلئے زمیندار کا خیال رکھیں گے۔ خدا حافظ۔

جناب چیری مین:

شکریہ۔ جی اصغر خان ترین صاحب۔

جناب اصغر خان ترین:

شکریہ۔ جناب اسپیکر! آج بہت اہم موضوع ہے زراعت کے حوالے سے، زمیندار آج کل بہت مشکلات میں ہیں اور بہت نقصان اٹھا رہے ہیں۔ سالہا سال زمیندار محنت کرتا ہے درختوں کو پانی لگاتا ہے کھاد دیتا ہے اور اس کا خیال رکھتا ہے لیکن سال گزر جانے کے بعد اسکو فائدہ ہونے کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ اب اگر اس میں بات کی جائے تو میں غلط نہیں ہوں گا۔ آپ سیب کی مثال لیں، اس علاقے میں سیب کی مقدار زیادہ ہے۔ لیکن جب زمیندار یہ سیب یہاں سے یا اسلام آباد یا لاہور یا سرگودھا یا کہیں بھی لے جاتا ہے اور فروخت کرنے کے بعد حساب ہوتا ہے تو وہ قرض دار ہو جاتا ہے۔ کریٹ والے کا وہ قرض دار ہے کیل والے کا وہ قرض دار ہے جہاں اسٹوور میں پھل سیب رکھا جاتا ہے اس کا یہ قرض دار ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ سب سے بڑی وجہ اس کی یہ ہے کہ ایک تو پانی نہیں ہے، پانی کی بہت اشد قلت ہے ڈیم اور بارش نہ ہونے کی صورت میں لوگوں نے

ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں۔ اپنے صاحب! میں ایک بات آپ کو بتاتا چلوں ضلع پشین میں ایک اندازے کے مطابق سیب کے نوے لاکھ درخت کا ٹے گئے یہ بہت بڑی تعداد ہے۔ اگر کوئی شخص ایک عمارت بنواتا ہے وہ بڑی کوشش سے بڑی محنت کیسا تھا اپنا خون پسینہ ایک کر کے پھر اس کو کرایہ پر دیتا ہے یا جو بھی ہے اس کے بعد وہ اتنا پاگل نہیں ہے نہ وہ اتنا یوقوف بے عقل ہے کہ وہ اس بلڈنگ کو گرائے۔ یہی مثال میں آپ کو دے رہا ہوں کہ زمیندار اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ انہوں نے اپنے درخت کا ثانی شروع کر دیے وہ پیر و زگار ہو گئے ہیں اور ایک تباہ حالت کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ جناب اپنے صاحب! میں آپ کے علم میں ایک اضافہ کرتا چلوں کہ اس کو چنان کیا ہے اس زمیندار کو ہم کیسے بچاسکتے ہیں۔ جناب اپنے صاحب! آٹھ، نوسوف سے پانی نکلتا ہے جو ایک خطرناک ترین سطح پر پہنچ چکا ہے۔ لیکن زمیندار کو پانی کی ضرورت ہے بجلی کا نظام آپ لوگوں کو پتہ ہے وہ ٹیوب ویل لگائے گامشیں لگوائے گا لیکن بجلی نہ ہونے کی وجہ سے آج کل وہ درخت کاٹ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں صوبائی حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ صوبے میں خشک سالی کے حوالے سے فوراً ایر جنسی نافذ کرے اور دوسرا جو افغانستان اور ایران سے جو سبب یا پھل وغیرہ آرہے ہیں اس کو فی الفور روکا جائے وہ اتنی مقدار میں آرہے ہیں کہ یہاں جتنا بھی مزدور کش سان کش طبقہ ہے جو اس ملک میں اس صوبے میں محنت کر رہے ہیں ان کی محنت ضائع جا رہی ہے وہ اٹا قرضدار ہو رہے ہیں۔ دوسرا جناب چیئرمین! کہ اس کے برآمد کروکا جائے اور زمینداروں کو حکومت فی الفور یلیف دے کر ان کا ازالہ کرے۔ جناب چیئرمین! آپ کو پتہ ہے ہمارے صوبہ بلوچستان کے زیادہ تر لوگ زمینداری سے وابستہ ہیں زمیندار طبقہ ہم میں زیادہ ہے آج بجلی بھی نہیں ہے ڈیم ہے نہ پانی ہے اگر زمیندار کو شکش کرتا ہے محنت کرتا ہے اپنا خون پسینہ ایک کرتا ہے اور وہ اپنا سبب، انگور یا کوئی پھل یا ٹماٹر پیاز کے لئے لیکن اس کو رزلٹ یہ ملتا ہے کہ ایران اور افغانستان سے وہی پھل آنا شروع ہو جائیگا پھر اس زمیندار کو کچھ بھی نہیں ملتا الٹا وہ قرضدار ہو گا۔

**جناب چیئرمین:**

اصغر خان ذرا مختصر کریں تاکہ دوسرے دوستوں کو موقع عمل سکے، جی۔

**جناب اصغر خان ترین:**

جناب چیئرمین! ان کو ریلیف دیا جائے بجلی کی صورت میں اور حکومت ان کو سنے ان کو بلائے یہ بہت مشکل میں ہیں میرا تعلق خود ایک زمیندار گھرانے سے ہے آپ یقین کیجئے چچے گھنٹے بھی بجلی نہیں ملتی۔ جناب چیئرمین! یہ میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں پچھلے ایک ہفتے سے ضلع پشین میں جہاں سے میرا تعلق ہے،

ایک گھنٹہ بھی بھلی نہیں ملی ہے۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کیوں؟ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں نے بھلی کابل نہیں بھرا ہے۔ جن حضرات نے بل بھرا ہے ان کا کیا قصور ہے چلو جنہوں نے بل نہیں بھرا ان سے گورنمنٹ واپڈا جا کے لے لیکن جنہوں نے بل بھرا ہے وہ کہاں جائیں۔ ابھی پینے کے لئے بھی پانی نہیں ہے۔ لہذا ان زمینداروں کا ازالہ کیا جائے حکومت ایر جنسی نافذ کرے اور انکے مسائل کو فوجوں کیا جائے۔ بہت شکر یہ۔

**جناب چیئرمین:**

شکر یہ، جی نصر اللہ وزیر صاحب۔

**جناب نصر اللہ خان زیر:**

بہت بہت شکر یہ۔ جناب چیئرمین! چار پانچ دن پہلے جب اسمبلی کا اجلاس تھا اُس دن بھی اس حوالے سے کافی دوستوں نے بحث کی یقیناً جس طرح ملک صاحب نے یہاں خدشات ظاہر کیے بالخصوص ہمارے زمینداروں کی تو شاید صورتحال اس سے بھی زیادہ نگیب ہے۔ ہوتا یہ رہا ہے کہ ہماری حکومت کا چاہے وفاق میں ہے چاہے صوبے میں، بالخصوص میں، چونکہ باڑر پر غرمانی کرنا وہ وفاقی حکومت کا کام ہوتا ہے آپ یقین کریں کہ جب بھی ہمارا سب سے اچھی پروڈکٹ ایگر لیکچر میں وہ سیب ہے فروٹ کے لحاظ سے لیکن جب بھی ہمارا سب منڈی میں پہنچتا ہے تو اس سے پہلے ایران سے آنا شروع ہو جاتا ہے اور یہاں ایک دم قیمتیں اتنی نیچے چلی جاتی ہیں اور ہمارے زمیندار بیچارے فیصل آباد، لاہور اور ملک کی دیگر فروٹ منڈیاں ہیں وہاں وہ اس حد تک مجبور ہوتے ہیں کہ کرانے کے پیسے بھی ان کے پاس نہیں ہوتے۔ اس کے ساتھ پیاز اور ٹماٹر کی بات ہو رہی ہے تو کیا ضرورت ہے جناب چیئرمین! کہ ہم پیاز یا ٹماٹر کسی اور ملک سے منگوائیں جس طرح بتایا گیا ہماری کم از کم سالانہ پانچ لاکھ ٹن پیاز یا ٹماٹر سالانہ جو پیداوار ہے ہماری یہ ہمارے پورے صوبہ کیلئے کافی ہے۔ لیکن اس کے باوجود باہر سے منگوانا یہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے زمینداروں کے بالکل قتل عام کے متراود ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ تجویز دیتا ہوں اگر پھر بھی ہماری جو ٹریڈ ہے ایران کے ساتھ یا کسی اور ملک کے ساتھ وہ متاثر ہوتی ہے تو آپ ان کے ساتھ جب ہمارا وہاں مال جاتا ہے ان پر ٹیکس لگتا ہے۔ تفتان سے کوئی تک ان پر ہماری صوبائی حکومت کا ایک پیسے کا ٹیکس ہم نہیں لگاسکتے۔ پہلے لاہور تک مال جاتا تھا اس پر بھی ٹیکس نہیں ہوتا تھا اب شاید وفاقی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر کوئی سے آگے سندھ یا پھر پنجاب جب فروٹ ایران کا جائیگا تو اس پر شاید وہ ٹیکس لگاتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ٹریڈ کا آپ کا جواگیر یعنی ہے وہ متاثر ہو رہی ہے تو مہربانی کر کے کم از کم ان پر جو باہر سے آنے والا سیب ہے اس پر آپ ٹیکس لگادیں۔ اس کے علاوہ جس

طرح دوستوں نے بھلی کے حوالے سے بات کی۔ یقیناً بھلی کا یہاں نام و نشان بھی نہیں ہے۔ جناب چیرین! ابھی صورت حال اتنی گیبھر ہوتی جا رہی ہے کوئی، قلعہ سیف اللہ، پشین، لورالائی، مسلم باغ، قلعہ عبداللہ، مستونگ، قلات یہاں کم و بیش تیس ہزار کے قریب ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں۔ تو اتنی بڑی تعداد میں ان ٹیوب ویلوں سے جب ہم پانی نکال رہے ہیں پھر اس پر کم از کم باسیں ارب روپے سیڈی ہم زمینداروں کو دے رہے ہیں۔ حکومت نے پہلے وعدہ کیا تھا کہ is slowlی تمام ٹیوب ویلوں کو سولہ پر منتقل کر یں گے۔

**جناب چیرین:**

زیرے صاحب! ذرا مختصر کریں تاکہ۔۔۔۔۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

لیکن وہ سول سسٹم پر بھی منتقل نہیں ہوئے ایک طرف ہم سیڈی دے رہے ہیں دوسرا طرف ہمیں بھلی نہیں دی جا رہی ہے۔ ابھی کوئی شہر میں میں جس حلقے میں ہوں وہاں دن میں سات، آٹھ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے پشین یا قلات یا قلعہ سیف اللہ کی تو آپ بات نہ کریں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے سامنے جو ابھی اجنبیا ہے وزیر اعلیٰ صاحب اس مسئلے کو فوری طور پر اٹھائیں۔ کیونکہ ہمارے عوام کی اکثریت کا دار و مدار زراعت اور لائیوٹاک پر ہے۔ تو کم از کم ہم اپنے زمینداروں کو تو بچا سکے، چینک یو جناب چیرین۔

**جناب چیرین:**

شکریہ، حکومت کی طرف سے۔ جی اہمی صاحب۔

**حاجی محمد خان اہمی (وزیر مکملہ ثانوی تعلیم):**

جناب اسپیکر! یہ قرارداد جو ملک صاحب لے آئے ہیں اس میں چونکہ زمینداروں کے حوالے سے، میں خود بھی ایک زمیندار ہوں میرا تعلق ایک گرین بیلت سے ہے اکثر جو ہمارے اپر سائیڈ کے جیسے ملک صاحب نے کہا کہ ہمارے یہاں جو پھل وغیرہ یا پیاز، ٹماٹر وغیرہ تیار ہوتے ہیں تو ایران کی پیاز یا ٹماٹر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت نصیر آباد ڈسٹرکٹ میں بھی تقریباً چھاس ہزار sorry sorry چھاس ہزار اکٹھ پر صرف ٹماٹر کاشت کیا جاتا ہے۔ اور جب سردی کا موسم شروع ہوتا ہے تو اکثر زمیندار اپنے ٹماٹر یا پیاز وغیرہ پنجاب کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو یہاں اندھیا کا ٹماٹر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ تو ہمارے زمیندار یہاں سے مال لے کے جاتے ہیں اور ان کو ڈرک کا کرایہ بھی اپنی جیب سے دینا پڑتا ہے۔ جام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے نصیر آباد کا میں مسئلہ پانی کا ہے پٹ فنڈر ایکسٹنشن اور پٹ فیڈر اس وقت سلٹ اپ ہوا ہے اس میں چھ ہزار سات کیوسک جو پانی آنا تھا اس

وقت تقریباً پانچ ہزار کیوسک کے قریب پانی آتا ہے تو اس میں میرے خیال شالی کے تقریباً ڈھنڈھانی لاکھا کیٹر آباد ہوتے ہیں۔ پٹ فیڈر کا کمانڈ ایریا تقریباً آٹھ لاکھا کیٹر کو آباد کر رہا ہے تو اس وقت تقریباً چھ ہزارا کیٹر خریف کے لئے پڑے ہوئے ہیں زمیندار اس کے لیے ابھی کھاد کا بھی بندوبست کر رہے ہیں بل بھی چلوار ہے ہیں لیکن جب خریف کا سیزن آتا ہے تو سندھ کا کثرہ ہمارا پانی کم کر دیتا ہے کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کا اس وقت خریف میں صرف اٹھارہ سو کیوسک ہے کیونکہ اس وقت خریف میں اسے پچیس سو کیوسک پانی دینا چاہیے اور اکثر انہوں نے encroachment بھی کیا ہوا ہے ہمارے جو سندھ کے ایریا میں تقریباً آئی ڈی زیرو سے ایک سو نو تک، کیونکہ encroachment کی وجہ سے نہ ہم وہاں اپنے پٹ فیڈر کی صفائی کر سکتے ہیں۔ 2012ء میں وہاں سیلا ب آیا تھا لوگ وہاں سے نقل مکانی کر کے اوپر آ کے بیٹھ گئے ہیں۔ جام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں مسئلہ ہمارا پٹ فیڈر کا ہے تاکہ یہ ری شلت بھی ہوا اور اکثر سندھ ہمیں خریف میں پانی نہیں دیتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ جب ہماری گندم تیار ہوتی ہے تو اس کو پاسکو لینے کے لئے تیار ہے نہ فوڈ۔ جب مارچ کی 28 تاریخ کو 25-27 تاریخ سے ہماری گندم کی کٹائی شروع ہو جاتی ہے نہ گورنمنٹ اس پر پہلے کوئی ایڈ وائز کرتی ہے کہ بھئی ابھی ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ جب سیزن آ جاتا ہے تو کہتے ہیں ابھی ہم نے اس پر کام شروع کیا ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا تقریباً ممکنہ تک میرے خیال چھوٹے جو کاشتکار ہیں زمیندار ہیں ان سے تو وہ ٹندم چلا جاتا ہے اکثر لوگ خریدتے ہیں پھر وہ رکھتے ہیں وہ ملوں میں پڑا ہوتا ہے تو ان سے گندم خریدا جاتا ہے میری ایک تجویز ہے جام صاحب سے کہ آپ مہربانی کریں فوری یا مارچ کے مہینے میں اس کے پراس کو کمپیٹ کریں تاکہ اٹھائیں مارچ کو جو ہماری کٹائی کا سیزن شروع ہوتا ہے تو اس پر آپ مہربانی کر کے اپنا کام شروع کریں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جام صاحب سے یہ بھی request کرتا ہوں کہ آپ وفاق سے بات کریں کیونکہ پاسکو اس وقت تقریباً چار کروڑ بیگ پنجاب کے زمینداروں سے خریدتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سندھ تقریباً ایک کروڑ چھیس لاکھ بیگ خریدتا ہے۔ KPK پینتیس لاکھ بیگ خریدتا ہے لیکن ہم بلوچستان کا جب مسئلہ آتا ہے صرف دس لاکھ جو بیگ خریدتے ہیں وہ بھی ہم خریدنے کے لئے تیار نہیں ہوتے پاسکو تقریباً ستر لاکھ کے قریب صرف پنجاب میں گندم 100Kg کا بیگ خریدتی ہے اور اس کے علاوہ سندھ میں ہمارے ہاں میرے خیال سے پچاس ہزار بیگ خریدنے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔ میری جام صاحب request ہے کہ یہ ہمارے زمینداروں کا ایک بہت بڑا ایشو ہے آپ مہربانی کر کے مرکز میں یہاں بھی فوڈ کے حوالے سے جتنے ایشوز ہیں آپ ان کو حل کریں اور کیبنٹ میں اس پر ڈسکس کریں تاکہ پرانا گندم جو پڑا ہوا ہے وہ بھی نکلے اور ایک نئی خریداری

شروع ہو جائے، شکریہ۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب صدارت کی کرسی پر متمنکن ہوئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ۔ اب حکومت اس پر اپنا موقفہ پیش کرے۔ جی سردار صاحب مختصر الفاظ میں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان (وزیر ملکہ سائنس و انفار میشن میکنالوجی):

شکریہ جناب اسپیکر صاحب گزارش یہ ہے کہ میں تھوڑا سا update کر دوں آپ کو بلکہ اس ایوان کو آپ کے توسط سے کہ یہ واقعی مسئلہ ہے یہاں کے زمینداروں کے ساتھ خاص کر کے آپ کے علاقے کے اور میرے علاقے کے تو بہت ہی زیادہ مطلب ہماری منڈی ہے اور جس طریقے سے ہمارے زمیندار آخر میں کریٹ کا خرچ بھی اپنی جیب سے دیتے ہیں باقی تو منافع کس نے دیکھا ہے۔ لیکن جہاں تک import کا سوال ہے تین دن پہلے جب ہم زیارت سے واپس آئے تو اسی شام کو چیبیر آف کامرس میں ایک فنکشن تھا جس میں اس کے صدر کو گولڈ میڈل دینا تھا اور اس میں ایرانی سفیر آیا ہوا تھا تو میں نے وہاں جو چیبیر آف کامرس کا نیا صدر جمعہ خان بادیزی ہے۔ ہم نے وہاں یہ مسئلہ اٹھایا اس نے کہا کہ واقعی ہم سیب وغیرہ import کر رہے تھے لیکن بعد میں ان کے کلکٹر سے بھی کوئی سلسلہ ہوا تو کہتا ہے کہ اتنے فحص انات ہوئے تو ہم نے چھوڑ دیا۔ تو ہم نے کہا کہ جی سی ایم صاحب بھی اس میں invite تھے تو ہم نے کہا کہ جی ایم صاحب کو اپنے چیبیر کی طرف سے بریفنگ کا بندوبست کریں ملک نصیر احمد شاہو اونی صاحب ہماری زمیندار ایسوی ایشن کے صدر ہیں۔ تو ملک صاحب سے بھی میں گزارش کروں گا کہ وہ بھی اس بریفنگ میں شامل ہوں تاکہ چیبیر آف کامرس کو board on کر اس کے لئے کوئی بھی طریقہ کار طے کر لیں تاکہ یہاں کے زمینداروں کا نقصان نہ ہو۔ اب کئی دفعہ جناب اسپیکر صاحب! آپ کے اور ہمارے علاقے کی پوزیشن یہ بنتی ہے کہ اس دفعہ خاص کر سیب میں اتنی تباہی ہوئی ہے لوگوں کی کہ وہ جو سوچ رہے تھے ان کی سوچ سے بھی 50 گناہ نیچپے وہ سلسلہ چلا گیا اور میرا خیال ہے کہ کریٹوں کا خرچ بھی نہیں نکلا۔ تو اس پر ہماری گورنمنٹ on board ایک بریفنگ ہم رکھ رہے ہیں بلکہ جی ایم صاحب نے چیبیر آف کامرس کے صدر سے کہہ دیا تھا کہ جی آپ اپنی ایک بریفنگ تیار کر کے اور ہمیں بریف کریں۔ اس میں ہم یہاں کے زمینداروں کے مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے پھر import پالیسی پر بات کریں گے۔ یہ فیڈرل سبجیکٹ ہے، پر اوشن سبجیکٹ ہوتا تو فوری طور پر اس پر ہماری حکومت کوئی نہ کوئی فیصلہ کر دیتی۔ لیکن چونکہ یہ فیڈرل سبجیکٹ ہے تو اس پر چیبیر آف کامرس اور ہمارے

ملک نصیر احمد شاہ ولی صاحب زمیندار ایسوی ایشن، ہم سب مل کر ٹریزیری بخراں کا خوبصورت ساحل نکالیں گے اور مرکز کے سامنے رکھ دیں گے اگر پھر بھی اس عمل درآمد نہیں ہوا تو پھر ہم پر اوشل طور پر کس طریقے سے ہم اپنے زمینداروں کو protect کریں ان کی فصلات کو protect کریں۔ یہ واقعی پورے بلوجستان کا مسئلہ ہے۔ لیکن ہمارے لوگ بیزار ہو کر اپنی فصلیں جلا دیتے ہیں۔ زمیندار پورا سال اپنے ہاتھوں سے، جیسے ہمارے مٹھا خان نے کہا کہ محنت کر کے ایک گھر بناؤں اور آخر میں اس کو اپنے ہاتھوں سے آگ لگادوں یا گرادوں تو جتنا دکھ ہوتا ہے۔ ایک منٹ میں زیادہ لوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں وہ کیونکہ کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے۔ کلیم اللہ۔ عربی میں کلم بات کرنے کو کہتے ہیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے گزارش کی کہ جی فلا نے کوآپ غرق کر دیں مجھے بہت تنگ کر رہا ہے فلاں قبیلہ ہے یا فرقہ ہے یا جو بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ اتنے دن تم کو دیتا ہوں ایک کام کرو جاؤ فلاں میدان میں کھلونے بناؤ پھر میرے پاس واپس آنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے، مختصرًا اس میدان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنا سکتے تھے اونٹ گھوڑا، گائے وغیرہ دس دن لگائے میں دن لگائے مجھے exact time یا نہیں ہے اس کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آگئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ واپس جاؤ اور اسے اپنے پاؤں سے روند ڈالو۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام افسر دہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ کیوں افسر دہ ہو گئے ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے اتنے دن انکے بنانے میں لگائے محنت کی تو ابھی میں اپنے پاؤں سے جا کر ان کو روند دوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جی آپ نے کہا کہ فلاں کو غرق کر دو، وہ میری مخلوق ہے مجھے بھی اتنی تکلیف ہوتی ہے۔ تو اپنا گھریا اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیز کو قطور نا بہت دکھ والی بات ہوتی ہے لیکن ایک استحق پر ہم مجبور ہو جاتے ہیں کیونکہ ہو جاتا ہے اپنا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں تو وہ مجبوری ہوتی ہے۔ اسی طریقے سے ایک زمیندار جو بارہ ماہ اس کا اس کے بچوں کا ٹولٹنکیہ ہی اسی چیز پر ہوتا ہے کہ میں فصل اٹھاؤں گا پچا س چیزیں ذہین میں بنایا ہوتا ہے کہ جی نیا بستر خریدوں گا نئے کپڑے خریدوں گا یہ خریدوں گا وہ خریدوں گا لیکن جب آخر میں ان کیا تھا حشر ہوتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ سے گھر جلا دیتا ہے۔ اور اس کے دل پر کیا گزر تی ہے ایک زمیندار نہ اسکی کر رہا ہے یا ہم، میں خود زمیندار ہوں ہمارے دل پر کیا گزر تی ہے۔ تو اس پر انشاء اللہ ہماری حکومت board on ہے اور انشاء اللہ اس کا thank you آپ لوگوں سے مل کر کوئی نہ کوئی حل نکالیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکر یہ سردار صاحب۔ جی آپ بیٹھیں میں بات کرتا ہوں کا روائی پوری کرتا ہوں۔ اس اہم مسئلے پر

بحث مکمل ہوئی جسے نمٹایا جاتا ہے۔

مورخہ 25 ستمبر 2018 کی اسمبلی نشست میں باضابطہ شدہ تحریک التوانہ 2 پر بحثیت مجموعی عام بحث۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنی تحریک التوانہ 2 پر بحث کا آغاز کریں اور تھوڑا مختصر کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے۔ جو تحریک التوانہ نے پیش کی تھی کہ گزشتہ دنوں صوبائی کابینہ کا اجلاس ہوا تھا جس میں institute of cardiology کو ہائی کورٹ کے فیصلے کے برخلاف منقص کردہ مقام اپنی روڈ کی بجائے کسی دیگر مقام پر منتقل کرنے کا فیصلہ کیا جو کہ نہ صرف ہائیکورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی ہے بلکہ توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔ اصل میں تحریک التوانہ یہ تھی جناب اسپیکر! کہ 2009ء میں اُس وقت پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب شہباز شریف صاحب نے یہاں پنجاب انٹیڈیٹ آف کارڈیاولجی ہسپتال کے طرز پر ایک ہسپتال بنانا تھا امراض قلب کے لیے۔ پھر کیم نومبر 2009ء کو اپنی روڈ پر باقاعدہ اس کا افتتاح ہوا۔ order in the House اگر کہہ دیں منستر فناں نے تیاری کی تھی وہ ہے بھی نہیں اگر آپ اس کو بلا لیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

جی آپ بات کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

جی۔ سی ایم صاحب یہ اہم نقطہ ہے تو کیم نومبر 2009ء کو اس کا باقاعدہ اپنی روڈ پر افتتاح ہوا اس کے لیے بائیس ایکڑ زمین یہاں رکھی گئی دوارب روپے اس وقت پنجاب حکومت نے فراہم کرنے تھے۔ لیکن اس وقت سے آج تک اس میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوششیں کی گئیں۔ پھر بلوچستان بار ایوسی ایش والوں کی ایک آئینی petition تھی 2013 CPN No 123 میں وہ گئے تھے پھر 2016ء میں باقاعدہ آئینی بل ہائی کورٹ نے 23 نومبر 2016ء کو ایک آڑ پاس کیا جس میں واضح طور پر، آرڈر کی کاپیاں میرے پاس بھی ہیں اگر یہ کاپیاں سی ایم صاحب کو پہنچا دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آپ پہلے پیش کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جی ابھی پیش کر رہا ہوں۔ یہ سی ایم صاحب اور منستر صاحب کو دیدیں۔

جناب اسپیکر! میں اس کا ایک پیراگراف جو ہمارے اس انسٹیٹوٹ آف کارڈیاولوجی کے بارے میں ہے:-

The learnt Additional Advocate General submitted a report and pointed out that person to the notice taken by the Court. The Chief Minister has approved the Summary submitted by the Secretary Health. Consequently the government has decided to establish the Cardiac Hospital at Spiny Road over a sight already selected. He stated that the decision so as to start the project at the earliest.

2016ء میں ہائی کورٹ کا بڑا اور واضح فیصلہ ہے کہ اس کو اپنی روڈ پر آپ اسٹارٹ کر لیں۔ لیکن حال ہی میں جناب جام کمال صاحب کی حکومت کا cabinet کا دوسرا اجلاس تھا اس میں انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کو اپنی روڈ کی بجائے کینٹ کے اندر شاید یہ وہاں بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ PSDP last میں اسکے لیے دوارب روپے رکھے گئے ہیں۔ شاید پچاس کروڑ روپے اس کے لیے اس سال کے بجٹ میں رکھیں گے۔ میری استدعا ہے میں اپنے دیگر دستوں سے اپنی کرتا ہوں کہ چونکہ already اس کے لیے بائیس ایکٹرز میں رکھی گئی ہے۔ ہائیکورٹ نے فیصلہ دیا ہے اور اس کے باوجود اگر اس کو شفت کیا جا رہا ہے تو یقیناً ایک جناب ہمارے آزیبل ہائی کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی اور تو ہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے اور دوسری جانب عوام سے دور ہو جائیگا۔ بارہا ہم گئے ہیں جب آٹھ اگست کا واقعہ ہوا تو ہمارے بہت سارے وکلاء بیچارے جب ان کو سول ہسپتال سے سی ایم ایچ شفت کر رہے تھے تو وہاں شفت کرنے میں انہیں بڑی دقت ہو رہی تھی وہاں عام لوگ جانہیں سکتے ہم خود جب جاتے ہیں تین چار چیک پوسٹ پر اپنا کارڈ دیکھاتے ہیں سیکورٹی کے مسائل ہوتے ہیں وہاں جانا مشکل ہوتا ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب سے میری request ہے کہ جو پہلے ہی سے فیصلہ ہوا ہے اور اس پر آزیبل ہائی کورٹ کا فیصلہ ہے آپ کے سامنے بھی آ جائیگا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے حکومت اپنامو قف پیش کرے کہ اصل صورتحال کیا ہے۔

**میر محمد عارف محمد حسني (وزیر یمنیہ خزانہ):**

جناب اسپیکر! ہمارے ایم پی اے صاحب کی تحریک التوانہ 2 مورخہ 19 ستمبر 2018ء کا جواب یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے 2009ء میں کوئٹہ میں ادارہ قلب کے قیام کا اعلان کیا تھا۔ جناب شہباز شریف صاحب سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے ادارہ قلب کا سنگ بنیاد کیم نومبر 2009ء کو رکھا۔ جس کی لاگت دوارب

روپے تھی اور تمام اخراجات حکومت پنجاب نے برداشت کرنے تھے۔ تاہم حکومت پنجاب نے مطلوبہ فنڈ کی سال کے تعطیل کے باوجود فراہم نہیں کیے۔ ادارہ قلب کے منصوبے کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر حکومت بلوچستان نے فیصلہ کیا کہ ہم اپنے فنڈ سے اس ادارے کا قیام عمل میں لائیں گے۔ گزشتہ سال حکومت نے ادارہ قلب کے قیام کا باقاعدہ پی ایس ڈی پی منظور کیا جس کی لاکٹ 2.5 ارب روپے ہے اور سالانہ 19-2018ء کے لیے پچاس کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ تاہم اس ادارہ قلب کی تعمیر نواف کی کوئی میں پاکستان آرمی کی فراہم کردہ زمین پر ہوگی اور سدرن اینڈ کمائلڈ 3.2 ارب روپے کی لاگت سے اس کی عمارت کی تعمیر کرے گی اور اسٹاف کو ٹریننگ مہیا کریں گے۔ ایک منصوبہ ہے یعنی اس ادارے کی تعمیر اور مشینری کی فراہمی پاکستان آرمی کریں گے اور اس کے معاملات حکومت بلوچستان اور آرمی کمائلڈ کے تحت بورڈ آف گورنر ز کے ذریعے چلا کیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکریہ میر صاحب۔ جی جام صاحب! آپ وضاحت کریں۔

**جامع میر کمال خان عالیانی (قائد ایوان):**

پہلے تو یہ clarification ہونی چاہیے کہ صوبائی حکومت کی کیبنٹ میں اس طرح کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ چونکہ پہنچ نہیں شاید یا تو کیبنٹ کی minutes اگر کوئی پڑھکر بتا دے۔ ہماری کیبنٹ نے بڑے واضح طور پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ یہ ہسپتال باہر بن رہا ہے۔ اور یہ اسی طریقے سے بن رہا ہے جس طرح ہائی کورٹ کی reservation تھی، اس حوالے سے ہے۔ تو وہ clarification ایک اس کی، کیونکہ جب اگر انداز کے حوالے سے یہ بات اگر ہم clarify کر رہے ہیں کیونکہ اُنکے اس پورے معاملے کا مقصد اسی بات پر تھا کہ ہم نے decide کیا ہے کہ وہ کیسٹ میں بننے گا۔ لیکن اس بات میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ ہماری کیبنٹ میں کوئی اس کا decision نہیں ہوا ہے۔ ہماری کیبنٹ میں یہی decision ہوا کہ اس کو باہر ہی بنانا ہے۔ اور وہی جو ہائی کورٹ نے guide-lines کی تھیں، اُسی حوالے سے بنانا ہے۔ شاید آپ کو کیبنٹ کی انفارمیشن کسی نے غلط بتائی ہو۔ لیکن ہماری clarify کرتی ہیں۔ تو اس چیز میں بڑی clarity ہے۔ (مداخلت۔شور)

**وزیر مکملہ خزانہ:**

آپ نے کہا تھا کہ ہائی کورٹ نے کوئی ایسا فیصلہ دیا ہے؟ ہائی کورٹ نے کوئی ایسا فیصلہ نہیں دیا ہے ہم

نے پہلے دن بھی یہ بات کی تھی کہ جو بھی کورٹ کا فیصلہ ہوگا اُس کا احترام کیا جائے گا۔ ہائی کورٹ نے کوئی ایسا فیصلہ دیا ہے کیا؟۔۔۔ (مداخلت) سر! ہائی کورٹ کے حوالے سے میں تھوڑی بات کروں گا کہ جو بھی ہائی کورٹ کا فیصلہ ہوگا اُس پر عملدرآمد کیا جائیگا۔ ظاہر ہے اُسکا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ہائی کورٹ کوئی فیصلہ کرتا ہے یا تو ہم اپیل پر سپریم کورٹ جائیگے یا جو بھی ہوگا اُسکے مطابق فیصلہ کیا جائیگا۔ جناب ایم پی اے صاحب! تھوڑا سا مجھے اگر آپ ٹائم دے دیں۔ اور آپکے باقی ایم پی اے صاحبان نے بھی پچھلی دفعہ بات کی تھی۔ اگر آپ لوگ یہ دیکھ لیں کہ شہباز شریف صاحب نے کیا اعلان کیا تھا۔ تو کئی سال گزرنے کے باوجود انہوں نے فنڈنگیں دیا اُس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ تھوڑا بہت کام شاید شروع ہوا تھا پھر رُک گیا۔ ابھی آری جب سارا فنڈ اور اپنے ہی ڈومنڈ کا بندوبست کر کے سب کچھ کر رہی ہے زمین بھی دے رہی ہے پسہ بھی دے رہی ہے اور ہمارے اسٹاف کو ٹریننگ بھی دیگی اُسکے بعد بھی فنڈنگ کر دیگی اس میں آپکے ساتھ تعاون کر دیگی۔ تو اس میں میرے خیال میں کوئی ہمیں مخالفت نہیں کرنی چاہیے تاکہ یہ پہلے کی طرح التوانیں نہ پڑ جائے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکریہ۔ جی۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:**

شکریہ جناب اسپیکر۔ ہمارے ایجنسی کے تحت دوسری ایک، دو قرارداد پر بحث ہوئی۔ اور جو ایک اہم قرارداد ہے جس کیلئے ہم نے اسے یعنی ریکوویشن دی تھی۔ دو، تین معاملات ہیں۔ جناب قائد ایوان صاحب کی دو منٹ ہم چاہیں گے پھر اس کے بعد adjourn کر دیں گے۔ اُس میں یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ نیشنل فانس کمیشن پر ایک تفصیلی بحث ہو۔ اسے یعنی ریکوویشن کی تھی اُنہی دو اہم issues پر۔ لہذا ہم چاہتے ہیں کہ یہ اسے کل بھی جاری رہے اور این الیف سی پر ایک تفصیلی بحث ہو اور اس میں جو بھی ہماری تجویز آئیں گی اور اس کے لئے جو کمیٹی ہوگی جو بلوچستان کا کیس اسلام آباد میں جا کر این الیف سی کے حوالے سے بلوچستان کے شیئر کے حوالے سے جو وہاں اُسکی وکالت کر دیگی، اُسکو یہاں کا input ملے یہاں سے اُسکو تجویز ملیں۔ ہاؤس میں کی ہوئی بات اور کسی کمیٹی روم میں کی ہوئی بات میں فرق ہوتا ہے۔ ہم بھی جانتے ہیں ہم سیکریٹریٹ میں جائیں گے ایک کمیٹی روم میں بیٹھ کر ایک سیکریٹری کے ساتھ وہ تاریخ کا ریکارڈ کا حصہ نہیں بنتا اس طرح کی میٹنگیں ہم روز کرتے ہیں۔ تو لہذا ہم نے اس اسے کا اجلاس ریکوویشن کیا تھا سینکڑ، این الیف سی، زمینداروں کے مسائل کے حوالے سے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ کل اسے کا اجلاس جاری رکھیں۔ کل

سے پہر تین بجے کے بعد ہم دو گھنٹے کیلئے صرف مخصوص کر لیں۔ دوست اُس کے لئے تیاری کر لیں گے۔ یہ بلوچستان کی فانشل یعنی economical life line کی معاشی ذیست اور منافع کا معاملہ۔ تو ہذا آپ سے گزارش ہے کہ کل تین بجے اجلاس رکھ دیں اسیں این ایف سی پر بات کر لیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکریہ شناء بلوج صاحب---(مداخلت)

**وزیر ملکہ خزانہ:**

کل پرسوں ہم سارے اُس میں مصروف ہو جائیں گے۔ ان کیلئے ہماری پر لیں بریفنگ بھی ہے۔ ۔۔۔ اگر بحث کرنی ہے آج آخری دن کر لیں تو آج اس پر بات کر لیتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آج ہی اس پر مختصر بات کر لیں تو بہتر ہے گا۔۔۔ (آوازیں صاف سنائی نہیں دے رہیں)

**سردار عبدالرحمن کھیتان (وزیر ملکہ سائنس و انفار میشن میکنالوجی):**

سر! اگر ایک گھنٹے ہو گی تو اُس میں تین، چار گھنٹے گزر جائیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

آپ ایک دفعہ بیٹھیں تحریک الٹانمبر 2 پر جو ہے۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:**

اسپیکر صاحب اور منشی فناں نے جو ہمیں بات بتائی میرے خیال سے یہی بخش جواب نہیں ہے۔

**وزیر ملکہ سائنس و انفار میشن میکنالوجی:**

میں نے کہا اگر مطمئن نہیں ہوئے تو چیکر میں بیٹھ کر آپ کو سارے۔۔۔ (مداخلت - شور) نہیں اگر آپ مطمئن نہیں ہوتے۔ میں پوری اسمبلی کو، جی جی آپ نے کورٹ decision کی کاپی جناب اسپیکر! یہی کاپی ہے؟ اس میں جو relevant portion ہے وہ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں:-

The learnt AAG submitted a report and pointed out that pursuant to the notice taken by the Court. The Chief Minister has approved the summary submitted by the Secretary Health, consequently the government has decided to establish

the Cardiac Hospital at Speny Road over a site already selected. He stated that the Secretary Health will inform the Government Punjab about the decision so as to start the project at the earliest.

جناب سپیکر! جو بلوچستان ہائی کورٹ کا 23 دسمبر 2016 کا آرڈر ہے اسکے بعد کا اس پر میں گزارش کر دوں کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے جیسے مجھے مناسب تو نہیں تھا کہ قائد ایوان بات کر گئے اور میں مزید اس پر وضاحت کروں۔ لیکن چونکہ ہم کی بنیت میں تھے پہلی بات تو یہ میں چلخ پر کہتا ہوں ذمہ داری سے کہتا ہوں فلور آف دی ہاؤس پر کہ کی بنیت کا جو ہمارا بھی اجلاس ہوا تھا اس میں کوئی نیا decision نہیں ہوا ہے کارڈیک ہسپتال کے بارے میں۔ پوری بات سن لیں کہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں، یہ کوئی ڈھکی چھپی کی بنیت کا ایک باضابطہ سیکیشن نہیں ہے جو باضابطہ اسکی minutes کو تیار کرتا ہے۔ جس جس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ اسکا concern ہوتا ہے اسکو deliver کر دیتا ہے direction ہیں فصلے ہوتے ہیں کی بنیت کرتی ہے اُسکے بعد یہ ہاؤس میں آتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے جیسے قائد ایوان نے کہا کہ کوئی ایسا فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ ذمہ داری سے بحیثیت ایک منشی بھیت ہماری گورنمنٹ کے میں فلور آف دی ہاؤس پر کہہ رہا ہوں کہ ایسا کوئی نیا فیصلہ ہم نے نہیں کیا ہے۔ دوسری بات پنجاب گورنمنٹ، شہباز شریف نے کہا تھا کہ ہم کارڈیک ہسپتال بنانے کر دیں گے۔ لیکن وہ betray کر گئی پنجاب گورنمنٹ، ایک پیسہ انہوں نے نہیں دیا۔ اُنکے ساتھ خط و کتابت ہوئی۔ اب صورتحال یہ بنی کہ کینٹ یا سول اس پر یہ ہوا کہ سدرن کمانڈ کے ساتھ گورنمنٹ آف بلوچستان کے dialogue چلے۔ انہوں نے نواں کلی میں free of cost زمین دی اُسکی کنسٹرکشن billions میں ہے۔ جب یہ ہاسپیٹ establish ہو جائیگا اس میں بورڈ آف گورنر۔ جس میں ہمارے اور اے ایم سی (آرمی میڈیکل کور) دونوں اسی pattern پر involve ہو گئے۔ جناب اسپیکر صاحب! اس وقت ایک ماڈل ہاسپیٹ جی ڈی اے کا گوارڈ میں run کر رہا ہے، جس کا ہم visit کر کے آئے ہیں۔ اور جو ہمارے ادھر کے منتخب نمائندے ہیں۔ اور میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ بارہ سو آدمی daily گوارڈ سے، جس جگہ پر OPD ہو رہی ہوتی ہے۔ گورنمنٹ آف بلوچستان کا ایک پیسہ خرچ نہیں ہو رہا ہے۔ ایک انج زمین گورنمنٹ آف بلوچستان نے نہیں دی ہے نہ فری آف کاسٹ نہ کاسٹ کے ساتھ۔ ہمیں تو مشکور ہونا چاہیے ساڑھرنا کمانڈ کا۔ اور دوسری بات میرے فاضل دوست نے کہا کہ ہم چار، چار چیک پوسٹیں۔ ان چیک پوسٹوں کا سوال

ہی نہیں ہے وہاں پر یہ سمجھیں کہ یہ کینٹ سے باہر ہے۔ ذمہ داری سے میں کہہ رہا ہوں۔ اور اس پر جو کورٹ نے last افیصلہ دیا ہے وہ میرے پاس تھا۔ چونکہ ابھی انہوں نے یہ 2016ء کا جس میں کورٹ نے کہا ہے کہ اس پر آپ لوگ جو مناسب ہو، وہ کر لیں۔ اس میں contempt of court، کسی بھی وکیل ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ قابل ترین میرے عزیز شاء بلوج بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس میں contempt of court میں نہیں جا رہے ہیں۔ اور خُدا نخواستہ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہوا اول تو کبھی بھی ہماری حکومت یہ چیز نہیں کریں گے کہ تم contempt of court میں جائیں یا کورٹ کے آڑ کو ادھراً دھر کریں۔ اگر خُدا نخواستہ ایسی بات ہوئی تو ہمیں گورنمنٹ آف بلوچستان نے کورٹ کو face کرنا ہے۔ ہم اُس کیلئے ہر طریقے سے جا رہے ہیں۔ لیکن جب ایک چیز ہے نہیں تو ہمیں کسی چیز کا ڈر نہیں۔ یہ ایک مثالی ہا سپل ہو گا اس کے لئے billion of rupees سا ڈھران کمانڈ، پاکستان آرمی دے رہی ہے۔ تو ایک بنی بنائی ہمیں تیار کر کے دے رہی ہے بغیر کسی cost کے۔ ہم کسی کی منت نہیں لے رہے ہیں وہ ہمارے اُپر احسان لگا رہے ہیں۔ تو ہم کیوں اسکو متنازعہ بنائیں؟ تو میری فاضل دوست سے گزارش ہو گی کہ آپ دیکھیں اسکو آگے۔ اگر کسی قسم کا غلط کوئی فیصلہ بھی ہماری حکومت کرتی ہے یہ ایوان یہ فلور موجود ہے اللہ آپ کو زندگی دے آپ موجود ہیں۔ ہم اپنے احتساب کیلئے چوپیں گھنٹے تیار ہیں ہمیں ٹھوڑا سا آگے چلنے دیں۔ یہ ہا سپل ہمیں گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے ذمہ داری سے آپ سے کہہ رہا ہوں کہ یہ چھاؤنی میں نہیں بنے گا نہ بن رہا ہے آگے دوستوں کی مرضی وہ مطمئن ہوتے ہیں ٹھیک ہے نہیں تو میں ڈائریکٹ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے کہوں گا کہ وہ اگر آپ کے چیمبر میں آتے ہیں وہ اُسکا سیکرٹری آریگا۔ انکو مطمئن کریگا اگر یہ فرماتے ہیں اپوزیشن چیمبر میں وہ آریگا پابندی سے آریگا میرے فاضل دوست کو مطمئن کریگا۔ یہ اگر ہر ڈیپارٹمنٹ میں جا کر اسکی بریفنگ لینا چاہتے ہیں۔ میرے ہیلتھ منسٹر دورے پر ہیں on behalf of my Health Minister.on behalf of Government of Balochistan. ہم اُس کیلئے بھی تیار ہیں۔ جس طریقے سے ہمارے فاضل دوست مطمئن ہوتے ہیں ہم اسکو مطمئن کریں گے۔ اور ذمہ داری سے میں یہ بیان جاری کر رہا ہوں کہ کوئی decision کینٹ میں نہیں ہوا نمبر دو مطہری کی کیفیت it is not in the premises of Cantt ہی چیز نہیں ہے یہ فرمارہے ہیں اور مجھے بھی پتہ ہے کہ کینٹ کی آپ چارچیک پوسٹ کراس کر کے پاس بنانا۔ یہ ایسی چیز نہیں ہے یہ بلوچستان کے عوام کیلئے ہمارے لئے ایک سہولت اور یہ مثالی ہا سپل ہو گا انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس صوبے کے لوگوں سے بیماریاں دُور فرمائے۔ ہمارا پہلے ہی تباہ حال صوبہ ہے ہم تباہ حال لوگ ہیں۔ یہ اس پر اجیکٹ کو چلنے دیں جو ہمیں فنڈنگ

کر رہا ہے۔ مہربانی Thank you very much پنجاب گورنمنٹ کی کہ انہوں نے اس کو honour نہیں کیا۔ شہباز شریف نے خود honour نہیں کیا۔ وہ اتنے سال رہا اس کے لئے ایک پائی نہیں بھیجی۔ میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔ میرا فناں منستر موجود ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے وہ روپے بھی اس ہسپتال کی مدد میں نہیں دیے۔ اعلان کی حد تک ٹھیک تھا اس کا اعلان تو انہوں نے یہ بھی کیا تھا اور میرا خیال ہے لوار الائی میں اُس نے پہنچنے کیا ایک اعلان کیا تھا اُس وقت سردار محمد تھے، تو وہ بھی سب ہوا ہو گئے۔ تو گزارش یہ ہے کہ اس میں hurdles creat نہیں کریں۔ میں جب ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ یہ کینٹ کے جیسے CMH ہے یادو سرا ہے۔ وہ وہاں نہیں ہو گا نواں کلی میں ہو گا فری آف کاسٹ زین فری آف کاسٹ بلڈنگ اور سرورزدیں گی ہمیں۔ اور کچھ عرصہ اُنکی جو میڈیسین ہیں اُس کا پورا اُنکے ساتھ ہمارا MoM ہے۔ اس کے تحت مطلب ہماری ایک دوسرے کے ساتھ understanding ہے اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے عوام کو سہولت دیں۔ ہماری حکومت بھی چاہتی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ مطلب لوگوں پر بغیر کسی اضافی اخراجات کے بغیر کسی بوجھ کے، easy approach میں ہے۔ اب آپ دیکھیں اگر یہ نواں کلی میں بنتا ہے تو وہ آپ، ہم تو اس چیز کو believe نہیں کرتے۔ پشتوں ایریا بھی اُس میں آرہا ہے بلوچ ایریا بھی آرہا ہے۔ اور آپ افغانستان سے، میں ہائی وے ہے easy approach ہے کہ اگر شہر میں کوئی ایمپولینس داخل ہوتی ہے جتنا وقت عسکری پارک سے سول ہسپتال تک لیتی ہے اتنا تو وہ سفر کر کے پشین تک پہنچ جاتی ہے۔ جو اتنی congested ٹریفک ہے۔ تو اتنے وقت میں وہ وہاں چلی جائیگی یا یا میں پاس بنے ہوئے ہیں۔ آپ کا مغربی بائی پاس ہے اُنکے ذریعے سیدھا اگر سریا ب کا patient ہے وہ چلا جائیگا۔ یہ میری گزارش ہے

Thank you very much

**جناب ڈپٹی اسمبلیکر:**

شکر یہ سردار صاحب۔ جی وزیر خزانہ صاحب۔

**میر محمد عارف محمد حسني (وزیر یحکمہ خزانہ):**

سردار صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ شہباز شریف آئے تھے انہوں نے افتتاح کیا تھا اُنکے بعد بات آگئی نہیں بڑھی۔ انہوں نے جو پیسوں کا اعلان کیا تھا وہ پیسے بھی نہیں بھجوائے۔ صرف میں یہ کہونگا کہ قرارداد کی پہلی تو یہ ہے کہ تحریک التوا کی مخالفت کرتے ہیں۔ میں صرف انکو یہ request کروں گا کہ جس پارٹی کی یمنا سندگی کر رہے ہیں وہ پارٹی بھی اُسی علاقے میں زیادہ ہے۔ اُن کی طرف جہاں یہ بن رہا ہے۔

تو یہ بلوچوں اور پٹھانوں کیلئے بھی فائدہ مند ہوگا اور ہزارہ برادری اور سبکر ز کیلئے بھی۔ ہمارے یہاں جتنی بھی زبانیں بولی جاتی ہیں جتنی بھی قویں ہیں سب کیلئے فائدہ مند ہوگا۔ اگر آپ اسکی مخالفت کرینگے اور آپ کی مخالفت کی وجہ سے نہیں بناء۔ صرف یہ تارہا ہوں کہ یہ پھر پراؤشٹ گورنمنٹ کیلئے، ہم پہلے سے deficit میں چل رہے ہیں اسکا بنانا ہمارے لیے ممکن نہیں ہوگا۔ تو آپ سے گزارش یہی ہے کہ اسکی مخالفت نہ کریں جہاں بن رہا ہے وہاں جا کر آپ کو دکھادیتے ہیں اُس حوالے سے اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہے پھر جا کر بات کر لیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکریہ عارف جان۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

محترم اسپیکر! وہ بکل غلط statement with due respect کہ انہوں نے کچھ ایسے الفاظ استعمال کیئے جو نہیں ہونے چاہیے تھے۔ اس پر بحث ہی نہیں ہو رہی تھی ایک سیدھا سادھا مسئلہ تھا۔ اپنی روڈ پر حکومت نے منظوری دی اُس وقت اور پھر کبینٹ نے فیصلہ کیا کہ اسکو ہم، آپ اُس دن کے اخبارات دیکھ لیں اُس میں نواں کلی کا ذکر ہے نہ کسی اور جگہ کا۔ نہ ہم کسی ہاپٹل کی مخالفت کرتے ہیں نہ ہماری پارٹی۔ جو میں نے ہائی کورٹ کے فیصلے کا ذکر کیا۔۔۔۔۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

زیرے صاحب! اس پر میرے خیال سے مزید بحث کرنا۔۔۔۔۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

نہیں جناب۔ دیکھو! میری پارٹی کے حوالے سے بات ہوئی۔ مجھے اس قسم کا جناب وزیر صاحب نے تاثر دیا کہ وہ ٹھیک تاثر عوام کے پاس نہیں جایگا۔ لہذا اُس تاثر کو میں زائل کرنے کی بات کروں گا کہ ہم نے کوئی اسکی اس حوالے سے مخالفت نہیں کی۔ ہم نے کہا کہ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ اسکو اپنی روڈ پر بناؤ۔ آپ کا اسٹیٹمنٹ آیا کبینٹ کا اجلاس ہوا اخبارات میں آیا کہ یہ کینٹ میں بنے گا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شکریہ زیرے صاحب! آپ بیٹھیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:**

**جناب اسپیکر!** اس میں نواں کلی کا ذکر تھا نہ کسی اور جگہ کا، یہاں پٹتوں کی بات ہے نہ بلوچ کی۔ ہاپٹل

عوام کیلئے بنتا ہے مریضوں کیلئے بنتا ہے اور مریض میں کوئی پشتوں بلوج نہیں ہوتا۔ میرے خیال سے منظر صاحب اپنی بات واپس لے لیں اس سے غلط تاثرعوام کے پاس جایگا وہ ٹھیک نہیں ہوگا۔۔۔ (آوازیں)

جناب ڈپٹی اسپیکر:

مہربانی۔ جی ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوج:

میرے معزز زد دوست نے تحریک التوا پیش کی۔ پہلے بھی اس پر تفصیلی بحث ہوئی۔ حکومت کی طرف سے تین معزز اکیلن اور ان میں وزیر اعلیٰ صاحب بھی شامل ہیں۔ انہوں نے اس پر assurance دی اُنکی پوری تقریر assurance-based تھی۔ یعنی اُس میں یقین دہانیاں سب سے زیادہ تھیں۔ اور میرے خیال میں سردار صاحب نے اسکو لہراتے ہوئے کہا کہ جو بھی کورٹ کا آرڈر ہے، assurance یہ سب سے بڑی C.P. No.123-2013 ہے۔ آپ یہی کہیں کہ جو assurance ہے اسکی پاسداری کریں گے۔ بس معاملہ رفع دفع ختم۔ ٹھیک ہے اسپیکر صاحب! آپ رو لگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

تحریک التوانہ 2 پر بحث مکمل ہوئی۔ حکومت نے اسکی وضاحت کر دی کہ جو بھی فیصلہ ہو گا ہائی کورٹ کی ہدایات کی روشنی میں ہوگا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) جام صاحب! بس ہو گیا۔ وہ تو آپ نے وضاحت کر دی کہ اس پر ہمارا کوئی ایسا وہ نہیں ہوا۔۔۔ (مدخلت۔ آوازیں) سردار صاحب! بس ہو گیا میں نے بول دیا ہے کہ حکومت نے اپنی وضاحت کر دی کہ جو بھی ہو گا ہائی کورٹ کی ہدایات کے مطابق ہوگا۔

جناب ثناء اللہ بلوج:

جناب اسپیکر! قائد ایوان بیٹھے ہیں میں نے دوبارہ یہی گزارش کی۔ کیونکہ تحریک التوا میں مصروف تھے۔ یہ اجلاس تین معاملات، سیندک، این ایف سی ایوارڈ اور زمینداروں کے مسئلے کے لئے ریکووٹ ہوا ہے تو اس میں میرے خیال میں ہم نے آج سیندک کا مسئلہ نہیا دیا۔ آج دوسراے معاملات پر کافی بحث ہوئی۔ نیشنل فناں کمیشن کا تعلق آنے والے پی ایس ڈی پی پر ہم بحث کر رہے ہیں۔ بلوجستان میں تعلیم، ترقی، صحت، روزگار ان سب کا تعلق این ایف سی سے ہے۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ یہ ہاؤس اپنی input صوبائی حکومت اور انکے جو experts جائیں گے کل ہمارا کیس اڑیں گے، انکو بھی یہاں سے جائیں۔ دیکھیں! حکومتوں کی

جو policies ہیں وہ یہ یو ان بنتا ہے اور این ایف سی یہ ایک گورنمنٹ کا مسئلہ نہیں ہے یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ گورنمنٹ سال، دوسال میں تبدیل ہوتی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:**

شناصر احباب! اس میں ارکین سے مشورہ لیتے ہیں کہ اس پر آج بحث کی جائے، تمام ارکین سے اس پر رائے لی جائے۔۔۔ (مدخلت آوازیں) done میں کروں گا شناصر احباب۔

**قائد ایوان:**

پرسوں ویسے پرائم منستر آر ہے ہیں۔ اور اس میں، لیکن یہ ہے کہ ہماری کنسل بھی ادھر ہی ہوتی ہے ڈیپارٹمنٹ بھی ادھر ہی آئیکا پرائم منستر یا فنڈر، ہم بھی اُسی طرح آ کر۔ لیکن on note میرے خیال میں آپ کے ریکارڈ میں آ جائیگا، وہ ریکارڈ کا ایک حصہ بن جائیگا۔ اور وہ ہمیں communicate بھی ہو جائیگا۔ تو کل اگر آپ سیشن رکھتے ہیں یہ بات تھوڑی سی دیکھ لیں گے۔ کیونکہ کچھ ہماری presentations کچھ چیزیں ہو سکتی ہیں۔ کچھ وزراء جائیں، پھر واپس تھوڑی دری بعد آ جائیں۔ یہ ہمارا بھی اُسی طرح ہو گا۔ لیکن آپ اپنی ڈپیٹ نہیں اپنی input جاری رکھیں۔ noting بھی ہو گی اور minutes کا حصہ بھی ہو گا۔ اور انکو پھر ہم جب مزید آگے این ایف سی کے حوالے سے ہماری جو ڈیپارٹمنٹل ہو گی۔ آپکی input کو ہم on table کو،

کر کے اُس میں جو ایسے points ہونگے جو بالکل valid اور ضرورت کے حوالے سے ہوں گے definitely ہم consider کریں گے۔ کل نماز کے فوراً بعد اگر رکھنا چاہتے ہیں؟

**وزیر یحکمہ خزانہ:**

معزز زرکن اسمبلی نے مشورہ دیا کہ تین بجے کا وقت دیتے ہیں۔ لیکن پھر چار بجے شروع ہوتا ہے۔ ہم تین بجے ہی آکر یہاں بیٹھ جاتے ہیں۔ تو آپکی یہ مہربانی ہو گی کہ تین بجے ہمارے سارے ممبر آ جائیں تاکہ تین بجے اجلاس شروع ہو جائے۔ اُس کے بعد بیٹھ کر ہم اپنے باقی معاملات دیکھ لیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** یہ بات صحیح ہے۔ کل سب کو وقت پر آنا چاہیے۔ اب اگلا اجلاس کل تین بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 08:00 بجگ 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



4 اکتوبر 2018ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

69